www.KitaboSunnat.com

مسئلہ آئین و حکومت

حصہ اوّل

مؤلفہ

ریاض الحسن نوری

ملتزم الطبع والنشر

المکتبۃ العلمیۃ

۱۵- لیک روڈ، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

مسئلہ آئین و حکومت

حصہ اوّل

مؤلفہ

ریاض الحسن نوری

ملتزم الطبع والنشر

المکتبۃ العلمیۃ

۱۵- لیک روڈ، لاهور، پاکستان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ناشر : خان عبیدالحق ندوی

طبع فی : مطبعة المكتبة العلمية

۱۵- لیک روڈ ، لاھور

قیمت : -/۲ روپے

۹۱... سی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلۂ آئین

باسمہ سبحانہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد ۔ قال اللہ تعالیٰ : ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین'' یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ اسی وجہ سے جناب اقدس ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آیندہ پیش آنے والی تمام مشکلات اور مصیبتوں سے آگاہ فرما کر ان کا علاج بھی بتلا دیا ہے ۔ مقدمۂ دارمی کی حدیث نمبر ۲۱۰ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''ان اخوف ما أخاف علیکم الائمة المضلین'' یعنی مجھے تمہارے معاملے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ گمراہ حکام اور لیڈر ہیں ۔ اسی کے ساتھ والی روایت جو دارمی کے علاوہ المطالب العالیة کے صفحہ ۲۲۱ پر بھی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس امت کے حالات کب تک اور کن وجوہ کی بناء پر درست رہیں گے تو آپ نے فرمایا : جب تک حکام اور لیڈر درست رہیں گے (ما استقامت الأئمة) ۔ دارمی کی روایت نمبر ۲۲۰ میں ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا : ''آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کو کونسی چیز برباد کر دے گی؟'' (مایهدم الاسلام ؟) راوی نے جواب دیا : مجھے معلوم نہیں ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا : ''یہدمہ زلة العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الأئمة المضلین'' یعنی اسلام کو علماء کی لغزش ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

منافق کا قرآن لے کر بحث کرنا اور گمراہ لیڈروں کی حکومۃ ڈھا دے گی۔

اسلام کی حقانیۃ اور حضورؐ کے آخری نبیؐ ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ہمیں ہر آنے والی مشکل کا پتا بتا کر اس کا حل بھی سمجھا دیا گیا۔ اب اس پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارا اپنا فعل ہے۔ دیکھیں عالم کا پھسلنا کیا ہے؟ یہی کہ وہ نفسانی اغراض کے لیے حکومۃ کی ہاں میں ہاں ملائے یا اپنی مسند کو قائم رکھنے لیے امۃ مسلمہ کو فروعی مسائل میں الجھا کر اس میں تفرقہ اور انتشار کے بیج بوئے۔ حالانکہ روایت یہ ہے ''کہ اختلاف امتی رحمۃ'' یعنی میری امت کا (فروعی باتوں میں) اختلاف باعث رحمۃ ہے۔

مختصر شعب الایمان میں حضرت مالک بن دینارؒ سے مروی ہے کہ کوئی انسان جب عمل کرنے کی نیۃ سے علم دین پڑھتا ہے تو اس کی نرمی خوش خلقی اور تواضع بڑھ جاتی ہے اور جو اسے عمل کرنے کے ارادہ سے نہیں پڑھتا وہ خود پسند، متکبر اور سرکش بن جاتا ہے۔ رہا منافق تو اس کی پہچان کے لیے قرآن اور حدیث میں نشان دہی کر دی گئی ہے اور ابن قیمؒ کی کتاب صفات المنافقین ملاحظہ فرمائیں اس میں بھی منافقین ہی کا تعارف ہے۔

قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ منافق ہی فساد پھیلاتے ہیں مگر سمجھ نہیں پاتے کہ وہ فساد پھیلا رہے ہیں۔

''قالوا إنما نحن مصلحون . ألا إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون'' ($\frac{۲}{۱۲}$) جب ان منافقین کو اختلاف کے دور کرنے اور معاملات کو حل کرنے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آؤ وحی الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں تو یہ کنی کترانے لگتے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیۃ میں یہ بات واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے اور یہ آئین سازی پر بھی پوری طرح منطبق ہوتی ہے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

و إذا قيل لهم : تعالوا إلى ما أنزل الله وإلى الرسول رأيت المنافقين يصدّون عنك صدوداً ( )

امام ابن قیمؒ اس آیة کی تشریح میں فرماتے ہیں : ''إن حاکمتهم إلى صريح الوحی وجدتهم عنه نافرین وإن دعوتهم إلى حکم کتاب الله وسنة رسوله رأیتهم معرضین ، فلو شهدت حقائقهم لرأيت بينها وبين الهدى أمداً بعيداً'' یعنی اگر تم ان کو وحی کے محاکمہ کی طرف بلاؤ تو تم ان کو نفرت کرتے دیکھو گے اور اگر اللہ کی کتاب اور سنة کے حکم کی طرف دعوت دو تو ان کو اعراض کرتا دیکھو گے . اگر ان کی ذاتی زندگیوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اور کتاب و سنة کی ہدایت کے درمیان عملی طور پر بہت ہی فاصلہ ہے (صفات المنافقین ص ۲٦)

اللہ تعالٰی قرآن میں ان کی نشان دہی یوں فرماتا ہے .

''ولا يأتون الصلاة إلا وهم کسالى ولاینفقون إلا وهم کارهون'' (۵۴/۲)

یعنی یہ لوگ نماز میں آتے ہیں تو سستی کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو کراهة کے ساتھ . اللہ تعالٰی یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرة پر ایمان رکھتا ہو .

''إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر'' .

سچے مسلمان ہمیشہ سے اس امر سے ڈرتے آئے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا شمار کہیں منافقوں میں نہ ہو جائے مگر منافق کے قول و عمل میں بیّن فرق ہوتا ہے ، منافقوں کے اعمال دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ خوف الٰہی سے خالی ہوتے ہیں - ابن قیمؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ابن ابی ملیکہ کا یہ قول لکھا ہے آپ نے فرمایا : میں تیس اصحاب رسولؐ سے ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوں . سب کے سب اس بات سے ڈرتے تھے کہ اللہ کے ہاں کہیں ان کا شمار منافقوں میں نہ ہوتا ہو . (صفات المنافقین ص ۳٦)

جہاں تک گمراہ حکام کا دنیا کو تباہ کرنے کا معاملہ ہے تو یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے . پچیس سال سے مسلمان قوم کا مرض دم بدم بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور آئین بنانے والے یہی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ قرآن و سنۃ کا نظام ضرور نافذ ہونا چاہیے . لیکن ذرا دم تو لینے دو . دس سال میں سات سال میں ، پانچ سال میں نافذ کر ہی دیا جائے گا . یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ مریض کی حالت دن بدن خراب سے خراب تر ہو رہی ہو . مگر گھر والے یہی کہے چلے جائیں کہ ابھی سے دوا دارو کا کیا فائدہ؟ ذرا مریض کی حالت تو سنبھل جانے دو، دوا دارو بھی کر لیں گے . انجکشن بھی لگ جائے گا . ہسپتال میں بھی داخل کروا دیں گے . ابھی ذرا صبر کی ضرورۃ ہے . ایک سال پانچ سات سال کچھ تو صبر کرو . حقیقۃ میں حکومت کی خرابی ہی سب خرابیوں کی جڑ ہے . حکمران اچھے ہوں تو رعایا بھی اچھی ہوگی کہ ''الناس علی دین ملوکہم'' (لوگ اپنے حکام کے نظریات کو اپناتے ہیں) ہندی میں اس کو یوں کہا جاتا ہے :

جیسا راج ویسی پرجا .

مغربی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حکومۃ کا ادارہ ظلم کا سب سے بڑا ادارہ رہا ہے . چنانچہ سوشلسٹوں کے ایک فرقے نے جسے انارکسٹ کہا جاتا ہے حکومۃ ہی کا سرے سے انکار کر دیا اور وہ ہر حکومۃ کے خواہ وہ کیسی ہی ہو مخالف بن گئے . ان کے نزدیک حکومۃ کے لیے عدل و انصاف کرنا ممکن ہی نہیں . لہذا ان کے نزدیک سرے سے کسی کی حکومۃ ہونی ہی نہ چاہیے . تقریباً یہی رائے سنڈیکلسٹوں کی ہے . رہے وہ سوشلسٹ جو اپنے نظریہ کو سائنٹیفک سوشلزم کا نام دیتے ہیں تو ان کے نزدیک ریاست کا موجود

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہونا ہی اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ عدل و انصاف مفقود ہے۔
اینگلس لکھتا ہے:

"ریاستہ اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ سماج خود اپنے ناقابل تضاد حل میں پھنس گیا ہے اور ایسے ناقابل مصالحۃ تضادات میں پڑ کر ٹوٹ گیا ہے۔ کہ جن کو دور کرنے میں وہ ناچار ہے۔"

(دیکھیے اردو ترجمہ ریاست اور انقلاب مؤلفہ لینن مطبوعہ ماسکو ۱۹۷۱ء، ص ۹)

پھر جناب لینن صاحب لکھتے ہیں:

"پرولتاریہ ریاستی اقتدار پر قبضہ کر کے سب سے پہلے ذرائع پیداوار کو ریاستی ملکیۃ بناتا ہے۔ لیکن اس طرح سے وہ پرولتاریہ کی حیثیت سے اپنے کو ختم کر لیتا ہے۔ سارے طبقاتی تضاد ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ریاسۃ کو ریاسۃ کی حیثیۃ سے ختم کر دیتا ہے۔ (صفحہ ۲۰)

لینن صاحب پھر فرماتے ہیں:

..... ہمیں معلوم نہیں کہ زیادتیوں کے دور ہونے کی رفتار اور ان کی ترتیب کیا ہوگی۔ لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان کا آپ سے آپ خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کے مٹنے کے ساتھ ریاست بھی مٹ جائے گی۔ (صفحہ ۱۰۶ محولہ بالا) ..... کہ کمیونزم کا پہلا مرحلہ (یعنی سوشلزم) انصاف و مساواۃ قائم نہیں کر سکے گا۔" (صفحہ ۹۰ و محولہ بالا)۔

غرض سوشلسٹوں کے تینوں فرقے سینڈیکاسٹ، انارکسٹ اور سائینٹفک سوشلسٹ اس بات پر متفق ہیں کہ ریاست کا وجود ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ حقیقی انصاف اور مساواۃ قائم نہیں ہے اور انصاف و مساواۃ کا قیام اسی صورۃ میں ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے جب کہ ریاست کا وجود ہی نہ رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب سوشلسٹ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری ریاستہ انصاف اور مساواۃ قائم نہ کر سکے گی اور انصاف و مساواۃ تب ہی قائم ہوگا جب یہ ہماری ریاستہ بھی ختم ہو جائے گی۔ تو ایسی صورۃ میں کسی سوشلسٹ حکومت سے انصاف کی امید رکھنا عبث ہے۔ یاد رہے کہ انارکزم، سنڈیکازم (گلڈ سوشلزم) بھی سوشلزم ہی کی اہم اقسام ہیں۔

آگے چل کر لینن صاحب یوں رقمطراز ہیں:

''اس لیے ہم کو صرف اتنا کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ ریاست کا خودبخود مٹ جانا یقینی ہے اور خاص کر یہ جتاتا ہے کہ ریاست کے ختم ہونے کا عمل طول طویل ہے۔ اس کا انحصار کمیونزم کے اعلیٰ مرحلے کی طرف بڑھنے کی رفتار پر ہے۔ ابھی ہم یہ سوال کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ اس عمل میں کتنا وقت لگے گا۔ اس کی ٹھوس شکل کیا ہوگی؟ کیونکہ ان سوالوں کا مکمل اور قطعی جواب دینے کا کوئی مسألہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ (صفحہ ۱۱۳ محولہ بالا)

بہر حال اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مکمل کمیونزم ابھی کہیں آیا ہے نہ کہیں ریاست ہی کا خاتمہ ہوا ہے۔

اب آپ نے خود بھی لینن کی یہ تحریر پڑھ لی کہ نہ معلوم کب ریاست ختم ہو اور کب انصاف اور مساواۃ قائم ہو۔ ان کے نزدیک اس کے متعلق کچھ کہنا ممکن نہیں ہے۔ آئیے اب ایک اور مغربی فلسفی برٹرینڈ رسل کی طرف چلیں جن کو ہمارے ملک کے تمام عوامی لیڈروں یعنی جناب ذوالفقار علی بھٹو، بھاشانی، مجیب وغیرہم نے ان کے انتقال کے موقعہ پر 'مشرق' بابت ۴ فروری ۱۹۷۰ء اور پاکستان ٹائمز بابت ۵، ۶ فروری ۱۹۷۰ء کو عظیم محسن انسانیۃ اور ہیرو قرار دیا تھا۔ بلکہ بھاشانی صاحب نے تو قرآنی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان کی بخشش کی دعا بھی کر ڈالی تھی ۔ یہی برٹرینڈرسل یوں لکھتے ہیں :

"Technical scientific knowledge does not make men sensible in their aims and administrators in the future will be presumably no less stupid and no less prejudiced than they are at present. Therefore, at present science does harm by increasing the power of rulers.* I can't bear the thought of many hundruds of millions of people dying in agony solely because the rulers of the world are stupid and wicked (pp. 47, 48, 80 Future of Science)

ترجمہ : ٹیکنیکل اور سائنسی علوم انسانوں کو اپنے مقاصد میں باسمجھ نہیں بناتے اور آیندہ کے حکمران بھی بظاھر آج کے حکمرانوں سے کم متعصب اور کم احمق نہ ہوں گے . . . پس سائنس موجودہ دور میں حکمرانوں کی طاقت بڑھا کر انسانیة کو نقصان پہنچا رہی ہے . میں اس خیال کو برداشت نہیں کرسکتا کہ کروڑوں انسان محض اس بناء پر اذیة کی موت مر جائیں کہ دنیا کے حکمران احمق اور بدمعاش ہیں .) (صفحات ۴۷ ، ۴۸ ، ۸۰ سائنس کا مستقبل) حکمرانوں کی حمایة اور بدمعاش کا علاج برٹرینڈرسل کے نزدیک کیا ہے . رسل دوسرے مقام پر یوں لکھتا ہے :

Science has not given men more self-control, more kindliness, or more power of discounting their passions in deciding upon a course of action .... Men's collective passions are mainly evil ; far the strongest of them are hatred and rivalry directed towards other groups. Therefore at present all that gives men power to indulge their collective passions is bad. That is why

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

science threatens to cause the destruction of our civilization (p. 53, The Future of Science).

ترجمہ : سائنس نے لوگوں کو اپنے جذبات پر زیادہ قابو رکھنے والا نہیں بنایا ہے نہ ان میں زیادہ رحم کا جذبہ پیدا کیا ہے ۔ نہ ہی ایسا کنٹرول دیا ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھ سکیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے اجتماعی جذبات زیادہ تر برے ہوتے ہیں ۔ ان میں سب سے شدید جذبہ دوسرے گروہوں کے خلاف نفرت اور رقابت کا جذبہ ہے ۔ پس موجودہ دور میں ہر وہ چیز جو لوگوں کو اجتماعی جذبات سے کھیلنے کی قوت بخشتی ہے بری ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس ہماری تہذیب کو تباہ کرنے کے سلسلے میں خطرہ بن گئی ہے ۔ (صفحہ ۵۳ سائنس کا مستقبل)

اب مجوزہ علاج بھی سن لیجیے ۔ برٹرینڈرسل فرماتے ہیں :

I do not see any presereption except the old one advocated by Disraele.

'Educate our masters'. The rulers of the world have always been stupid, but have not been so powerful as they are now. In Praise of IdLENESS And other Eassays (P. 116).

ترجمہ : سوائے ڈسرائیلی نسخے کے مجھے دوسرا علاج نظر نہیں آتا ۔ یعنی اپنے مالکوں کو تعلیم دو — دنیا کے حکمران ہمیشہ ہی احمق رہے ہیں مگر پہلے کبھی یہ اتنے طاقتور نہیں تھے ۔ برٹرینڈرسل کی کتاب 'ان پریز آف آئیڈلنس' ودیگر مضامین (صفحہ ۱۱۶) لہٰذا جدید دور میں رسل کے نزدیک حکمرانوں کے اختیارات کم سے کم کرنا ضروری ہے ۔ یہی دور حاضر کی پکار ہے ۔

دوسرے ان کے نزدیک اپنے حکام جن میں ممبر اسمبلی بھی شامل ہیں ان کو پڑھانا ، راہ دکھانا لوگوں کا فرض ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس لیے عوام کو ہر قسم کی تنقید اور حل پیش کرنے کی مکمل آزادی ہونا چاہیے۔ مذکورہ بالا نسخہ کے ساتھ ساتھ موصوف نے ایک دوسرے مقام پر ایک اور علاج بھی تجویز کیا ہے۔ POLITICAL IDEALS (یعنی سیاسی نصب العین) کے صفحات ۵۲، ۵۳ پر آپ فرماتے ہیں:

The tyranny of the majority is a very real danger. It is a mistake to suppose that majority is necessarily right. On every new question the majority is always wrong at first. In the East, men are subject to different laws according to the religion they profess. Something of this kind is necessary if any semblance of liberty is to exist where there is great divergence in beliefs. (POLITICAL IDEALS P. 52, 53).

ترجمہ: اکثریۃ کا استبداد ایک بہت ہی حقیقی خطرہ ہے — ہر نئے مسئلہ پر اکثریۃ شروع میں ہمیشہ غلط رائے قائم کرتی ہے — مشرق میں عوام اپنے مذاہب کے قوانین کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جن پر ان کا ایمان ہوتا ہے، اس لیے جہاں نظریات اور عقائد میں اختلاف ہو وہاں اگر آزادی کی کوئی رمق بھی باقی رکھنی ہے تو اسی قسم کی چیز کی ضرورۃ ہے۔

گویا رسل صاحب کے نزدیک اختلاف کی صورت میں مذہب کی طرف رجوع کرنے سے اور مذہبی قوانین کے نفاذ ہی سے آزادی کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔ یہ واضح طور پر اسلام ہی کا حل ہے۔ اسلام مسلمان رعایا پر ان کے قوانین نافذ کرتا ہے۔ اور غیر مسلم رعایا کو اس کی اجازۃ دیتا ہے کہ وہ اپنے مذاہب پر نہ صرف عمل کریں بلکہ آپس کے جھگڑوں کے تصفیہ کے لیے ان کو اپنی اپنی عدالتوں کو قائم کرنے کی بھی اجازۃ دیتا ہے۔ عثمانی خلافۃ کے دور تک اس پر باقاعدہ عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یاد رہے کہ رسل صرف مشرقی مذاہب ہی کو اس قابل سمجھتا ہے ورنہ وہ جدید مذاہب اور یورپ کی مسخ کردہ عیسائیۃ کے خلاف ہے۔ ایک مقام پر لکھتا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ آج دنیا بہت بری حالت میں ہے — ہماری مشکلات یونان کی ٹریجیڈی کے سلسلے میں سختی اور پہلی جنگ سے شروع ہوئی ہیں۔ جس کے نتیجے میں کمیونسٹ اور نازی معرض وجود میں آئے۔ پہلی جنگ عیسائیوں کی شروع کردہ تھی — میں تسلیم کرتا ہوں کہ کمیونزم اور نازی ازم کے جو نئے نظریات پیدا ہوئے ہیں وہ پرانے نظریات سے بھی بد تر ہیں''۔ (''میں عیسائی کیوں نہیں ہوں'' صفحات ۱۶۷، ۱۶۸)

Why I am not a Christian PP. 167, 168.

دوسرے مقام پر رسل لکھتا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ یونانی تعصب اور تنگ نظری کی بیماری میں زیادہ مبتلا نہ تھے۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے سقراط کو مار ڈالا۔ افلاطون جو سقراط کے مداحوں میں سے تھا اس کا کہنا یہ تھا کہ حکومۃ کو ایسے مذہب کی ترویج کا حق حاصل ہے جس کو افلاطون خود جھوٹا سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک اگر لوگ اس مذہب پر شک کا اظہار کریں تو حکومۃ کو چاہیے کہ ان کو سزا دے (In praise of Idleness) ان پریز آف آئیڈلنیس ص ۵۱)۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ ''خلفاء کی حکومت یہودیوں اور عیسائیوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان تھی جتنی کہ عیسائی حکومتیں یہودیوں اور مسلمانوں پر تھیں''۔ (''میں عیسائی کیوں نہیں'' ص ۱۶۶)۔

اصل میں مغرب میں جا کر عیسائیت نے مسخ شدہ ظالم کا روپ دھار لیا تھا۔ جس سے حضرت عیسٰی کی تعلیم کو کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نسبة نہ تھی ۔ عیسائی حکومة میں خود عیسائیوں کے دوسرے فرقوں پر بہت ظلم ہوتا تھا ۔ ٹائن بی (Toynbee) لکھتا ہے :

''عیسائیوں کو صرف یہ احکام ملے ہیں کہ وہ تبلیغ کریں ۔ اور اس کے باوجود یہ شروع ہی سے غیر مذہب والوں کو آگ اور تلوار سے نیست و نابود کرتے رہے ہیں ۔ اگر کہیں ایشیا پر عربوں اور ترکوں کی بجائے مغربی عیسائیوں کی حکومت قائم ہو جاتی تو یونانی گرجے اور اس فرقے کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ رہتا ۔ کیونکہ یہ لوگ ان کو ہرگز اس طرح برداشت نہ کرتے جس طرح مسلمان برداشت کرتے رہے ہیں''

(A HISTORIAN's APPROACH TO RELEGION P. 206)

(مذہب پر مؤرخ کا تبصرہ ، مصنفہ ٹائن بی ص ۲۰۶)

اسلام کے خلاف دشمنوں نے بہت زیادہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے اور بعض کم علم نادان دوستوں نے بھی اس امر میں بسا اوقات ان کی ھاں میں ھاں ملائی، علماء دین کا مضحکہ اڑایا اور اسلامی تاریخ میں کذب کا الحاق کیا ہے مگر اب بادل چھٹنے شروع ہوگئے ہیں ۔ اور خود عیسائی مؤرخین تسلیم کرتے جا رہے ہیں کہ اسلام کی بجائے عیسائیۃ تلوار سے پھیلی ۔ آج عیسائی محققین خود یہ نتیجہ سامنے لا رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب نہیں دی گئی ۔ صلیب دراصل عیسائیۃ کا نشان نہیں بلکہ یورپ کے جاھل غیرعیسائی قدیم باشندوں کا کافرانہ نشان (Pagan) ہے ۔ حضرت عیسیٰ ۲۵ دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے اور ۲۵ دسمبر کا دن بھی دراصل قدیم کفار (Pagans) کا دن ہے ۔ ان کی تفصیلات کا یہ موقع نہیں مگر ایک بیان سن لیجیے ۔ ھارورڈ یونیورسٹی کے برنٹن ، ولف اور کرسٹوفر جو روچسٹر یونیورسٹی کے اساتذۂ تاریخ میں سے ہیں تینوں ھی متفقہ طور پر یوں لکھتے ہیں : ''عظیم فاتح شارلمین نے اپنی فوجوں کا

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رخ مشرق کی طرف پھیر دیا اور دریائے رھائن پار کر لیا . اس نے سیکسن لوگوں سے ۳۰ سال تک جنگ جاری رکھی اور ان کو تلوار کی نوک سے عیسائی بنایا (Converted them to christianity at sword point)
دیکھیے سویلائزیشن ان دی ویسٹ صفحہ ۹ . Civilization (In The West by C. BRINTON, J. B. CHRISTOPHER R. I· WOLF)

المختصر یہ بات اب ثابت ہو چکی ہے کہ جو مذاہب تلوار کے زور سے پھیلے ہیں انھوں نے اپنی خفة مٹانے کے لیے اسلام پر یہ جھوٹا بہتان گھڑا کہ اسلام تلوار کے ذریعے سے پھیلا . اصل حقیقة یہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے تبلیغ دین میں نہ دلچسپی لی اور نہ کوشش ہی کی .

اسی طرح یہ بات سامنے آئی کہ یوروپین ممالک میں شروع ہی سے غریبوں پر ظلم ہوتا آیا ہے اور امراء و اکابر اور ہر قسم کی قوة وشوکة اور جاہ و جلال رکھنے والے لوگ غریبوں کا بری طرح استحصال کرتے چلے آئے ہیں . دشمنان اسلام نے ساتھ ہی یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ اسلامی تاریخ میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے . طرفہ یہ کہ اسلامی ممالک کے مغرب زدہ طبقہ نے بھی یہی سوچنا شروع کر دیا کہ جب یورپ میں کمزور طبقوں کا استحصال ہوتا رہا ہے تو ہماری تاریخ میں بھی ایسا ہی ہوا ہوگا . مگر افسوس کہ انھوں نے اتنی بھی تکلیف گوارا نہ کی کہ اپنی سوشل تاریخ پر ہی نظر ڈال لیتے . اگر وہ ایسا کرتے تو اس بہتان کا معاملہ صاف ہو جاتا . کاش وہ اپنے قریبی دور کے درویش صفة مسلمان بادشاہ اورنگ زیب ہی کی طرف نگاہ دوڑا لیتے تو مخالفین کے چکر میں نہ آتے . ڈاکٹر اقبال کی اورنگ زیب کے متعلق ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے ”حکایت شیر و شہنشاہ عالمگیر رحمة اللہ علیہ“ اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں :

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پایۂ اسلامیاں بر تر ازو   احترام شرع پیغمبر ازو
حق گزید از ہند عالمگیر را   آن فقیر صاحب شمشیر را

پھر یہ لوگ سلطان ٹیپو کو بھی بھول گئے جو بہت ھی قریب کے زمانے میں گذرے ہیں ۔ اس منصف مزاج حکمران ہی کی نظیر پورے یورپ کی تاریخ میں ملنا ناممکن ہے یہ بے چارا بھلا سلف کے مسلمان حکمرانوں کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے ۔ سلطان ٹیپوؒ کے زمانے میں یورپ میں جو ظلم مزدوروں پر روا رکھے گئے اگر کارل مارکس کی کیپیٹل میں پڑھیں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ۔

گزشتہ دور میں اگرچہ حکومتیں مکمل طور پر اسلامی نہ رہی تھیں ۔ پھر بھی غرباء پروری ان میں ہمیشہ رہی ہے ۔ خلفاء راشدین سے لے کر عباسی دور کے بعد تک بھی مسلمان حکومتیں یہ فرض بجا لاتی رہی ہیں ، کہ یا تو وہ غریب کو کام دیں یا پھر اس کے لیے روٹی کپڑا مہیا کریں ۔ مامون الرشید کے متعلق علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں ”ملک کے ہر حصے میں معذور ۔ محتاج ۔ اپاھج ۔ بیوہ ۔ یتیم سب کے روزینے مقرر تھے ۔ جو شاہی خزانے سے ان کو وقت معین پر ملا کرتے تھے ۔ یہ بات سلطنۃ کے ضروری قوانین میں داخل تھی کہ جو شخص فقر و فاقہ کا شاکی ہو تو اس مقام کا حاکم یا تو اس کو کوئی کام دے یا پھر بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دے ۔ مامون کی فیاض زندگی پر اگر کچھ نکتہ چینی ہو تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا رحم وانصاف اعتدال کی حد سے بڑھ گیا تھا ــ بد زبان شعراء اس کی ھجو لکھتے ــ خود اس کے خدام گستاخیاں کرتے ۔ مگر اس کو مطلقاً پروا نہیں ہوتی تھی“ (المامون صفحات ۹۲ ، ۹۳) ۔

اس کے مقابلے میں آج کے ترقی پسند حکام کا رویہ دیکھیے اور سر پیٹیے ۔ فقیر بادشاہ اورنگ زیب کو گزرے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ۔ اس کے متعلق دوست ودشمن سب تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنی روزی قرآن شریف لکھ کر کماتا تھا ۔ اور بیت المال سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کچھ نہ لیتا تھا۔ ہسٹری آف انڈین کلچر کے پروفیسر ڈاکٹر ایشوری پرشاد فیروز شاہ تغلق کے متعلق یوں لکھتے ہیں ۔

"فیروز شاہ نے ایسے تمام ٹیکس بند کر دیے جو تفریحی، غیر قانونی اور غیر منصفانہ تھے۔ صرف ان ہی محصولوں کی آمدنی سرکاری خزانے میں لی جاتی تھی جو شرعی اور فقہی قانون کی رو سے جائز تھے ۔

فیروز شاہی عہد میں عدل وانصاف کی حکومۃ تھی ۔ چیزوں کی فراوانی تھی اور وہ سستے داموں ملتی تھیں ۔ اس لیے عام رعایا قانع اور دولت مند ہو گئی ۔ فیروز شاہ کا یہ کارنامہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قوانین کی بدولت تھا جو اس نے اپنی ریاسۃ اور بادشاہت کے لیے اختیار کیے ۔ (حوالہ کے لیے دیکھیے "ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک ایک جھلک" صفحات ۲۶۵ ، ۲۶۶ ، ۲۷۲ مطبوعہ اعظم گڑھ) ۔

مثل مشہور ہے کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ۔ ایک ہندو مؤرخ کا یہ تسلیم کرنا کہ فیروز شاہ کے دور کی عام خوشحالی حضرت محمدؐ کے قوانین کی بدولت تھی اسلام کا منہ بولتا معجزہ ہے ۔ افسوس کہ ہندو مؤرخ اس بات کو تسلیم کریں اور نام نہاد لیڈر اور بظاہر کلمہ گو اس کو تسلیم نہ کریں ۔ اور وہ اسلامی قوانین رائج کرنے سے گریز کریں ۔

نظریۂ پاکستان کا مطلب :

نظریۂ پاکستان کے متعلق ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو قائد اعظمؒ نے علی گڑھ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ پاکستان کے مطالبہ کا جذبۂ محرکہ کیا تھا ؟ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکۃ کی وجہ جواز کیا تھی ؟ تقسیم ہند کی ضرورۃ کیوں پیش آئی ؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال ۔ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا ۔ (دیکھیے نوائے وقت مؤرخہ ۲۳ جنوری ۱۹۷۳ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرآن و سنّة کی پابندی صدر، وزراء اور ممبران اسمبلی پر لازم ہے

ورنہ یہ لوگ آئین کے باغی شمار ہوں گے

آج کل صدر پاکستان سے لے کر اخبار کے صحافیوں اور عوام تک سب یہی پکار رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین مستقل ہو اور مستقل آئین کی خلاف ورزی کرنے والے کو غدار کی سزا دی جائے ہم اس مسئلہ کا ایک حل پیش کر رہے ہیں جو إن شاء الله ہر کلمہ گو کو منظور ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے ایمان میں سچا ہو۔

قائد اعظم اور مسلم لیگ کے لیڈروں کا بار بار اعلان:

نواب بہادر یار جنگ نے جو کل ہندوستانی ریاستوں کی مسلم لیگ کے صدر تھے دسمبر ۱۹۴۳ء میں کراچی کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سیشن میں قائد اعظم کی صدارت میں جو تقریر ارشاد فرمائی تھی۔ اور جس کو قائد اعظم کی تائید حاصل تھی اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

The achievment of Pakistan will not be so difficult. Your Quaid-i-Azam has proclaimed more than once that Muslims have no right to frame constitution and law of any one of their states. The laws governing the consitution of Muslims are definitely laid down in his Holy Qurán. Their is no denying the fact that we want Pakistan for the Quranic system of Government ...... only that system will suit us which is based on the Qurán and the traditions and which is based on the Quran and the traditions and which will produce true Muslims. (Foundations of Pakistan, pp. 485,486

Muslim League Documents - - -

edited by Sharifuddin Pirzada Vol. II)

ترجمہ: پاکستان کو حاصل کرنا اتنا مشکل نہ ہوگا۔ آپ کے قائد اعظم ایک سے زیادہ مرتبہ یہ اعلان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی کسی بھی ریاست کے لیے آئین یا قانون بنانے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حق نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے آئین کو کنٹرول کرنے کے تمام قوانین یقینی طور پر قرآن میں موجود ہیں۔ اس حقیقة سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ قرآنی نظام حکومة قائم کیا جائے۔

ہمیں وہی نظام راس آ سکتا ہے جو قرآن وسنة پر مبنی ہو۔ اور سچے مسلمان پیدا کرے (دیکھیے ''فاؤنڈیشنز آف پاکستان مسلم لیگ ڈاکومینٹس'' مؤلفہ شریف الدین پیر زادہ جلد دوم صفحات ۳۸۵ ، ۳۸۶) مذکورہ بالا تقریر میں یہ بھی چیلنج کیا گیا کہ جو پاکستان ایسا نہ ہو وہ ہمیں درکار نہیں۔ بہادر یار جنگ مرحوم نے موقف میں مزید قوة پیدا کرنے کے لیے چیلنج کا طریقہ استعمال کیا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو کراچی کے آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری دن قائد اعظمؒ نے تقریر کرتے ہوئے یوں فرمایا۔

''وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد[1] واحد کی طرح ہیں ؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملة کی عمارت استوار ہے وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے ؟ وہ رشتہ وہ چٹان وہ لنگر قرآن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے جائیں گے مزید اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا۔ ایک کتاب ایک رسول اور ایک قوم (لگاتار تالیاں)۔

سپیچیز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح مرتبہ جمیل الدین احمد

۱۔ جسد و احد والی بات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مأخوذ ہے۔ یہ حدیث بخاری ، مسلم، موطأ کا درجہ رکھتی ہے۔ مسند احمد وغیرہ میں کثیر طرق سے مروی ہے اور اصول حدیث کے مطابق متواتر ''مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی.........''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جلد اول ص - ۵۹۷ ہم ممبران اسمبلی سے اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قائد اعظم کے واسطے سے التجاء کرتے ہیں کہ قرآن کو فوراً آئین کی پہلی شق قرار دے دو - اللہ کی کتاب کو مستقل اور بنیادی آئین میں Supra - Constitutional دستاویز کی حیثیۃ سے تسلیم کر لو - اللہ کی زمین پر اللہ ہی کا قانون رائج کرو - قرآن کو ایک سال یا پانچ سال کے لیے معطل کرنے اور قرآنی احکام پر چند سالوں کے لیے عمل درآمد روکنے کا خیال باطل دل سے نکل دو - آخر قرآنی احکام کو معطل کرنے یا ان پر عمل درآمد روکنے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے ؟ یہ تو کھلم کھلا نبوۃ محمدی ؐ کے انکار کے مترادف ہے - آئین میں یہ بات واضح کر دی جائے کہ جو قانون یا جو شق بھی قرآن وسنۃ کے خلاف ہوگی وہ خود بخود معطل اور غیر قانونی ہوگی - للہ قرآن کو معطل مت کرو بلکہ انسانوں کے وضع کیے ہوئے قوانین واحکام کو معطل کر دو - پاکستان قائم کرنے والے مسلمان اور قائد اعظمؒ کے سپاہی آگے بڑھیں - اور بابائے قوم کی بے چین روح کو سکون بخشیں -

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں جس میں کہ راقم الحروف بھی بطور کارکن شریک تھا قائد اعظمؒ نے فرمایا -

Islam is our guide and complete code of our life. We don't want any isms, socialism, communism or national socialism.

یعنی اسلام ہمارا مکمل ضابطۂ حیاۃ اور رہنما ہے - ہمیں ازموں سے کسی بھی ازم : سوشلزم - کمیونزم - نیشنل سوشلزم کی ضرورت نہیں ہے -

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(ثبوت کے لیے دیکھیے انڈین اینول رجسٹر بحوالہ مشرق ۲۴ جون ۱۹۷۰ء)

۱۳ - جنوری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے فرمایا ۔

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں ۔

(حوالہ کے لیے دیکھیے نوائے وقت ۱۵ - دسمبر ۱۹۵۲ء)

لیاقت علی کا اعلان

۱۱ مئی کو قائد ملة لیاقت علی نے شکاگو میں تقریر کرتے ہوئے یوں فرمایا :

This is not a new ideology. It is a body of faith, tradition and belief, which has been a part of man's heritage for over thirteen hundred years....We believe that this ideology when applied to statecraft and conduct of human affairs is bound to promote human welfare. Let me tell you in a few simple and clear words what it is.

There is first the belief in God and his supreme Sovereignity.. The pivot of our economic doctrine is the right of private ownership....We don't have to present this ideology to our people as a new manifesto. The principles I have stated are a part and parcel of Islam and when we say that we want to follow Islamic ways of life what we mean is that we could not possibly do otherwise. These are the principles that were embodied in the concept of Pakistan when we fought for it. (P. 46 PAKISTAN Speeches in U.S. and Canada by Liaqat Ali Khan, Harvard Univerity Press)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ : یہ کوئی نیا نظریہ نہیں ہے یہ روایات اور ایمان کا ایک ایسا ضابطہ ہے جو کہ تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے انسانوں کا سرمایہ چلا آرہا ہے - ہمیں یقین ہے کہ جب اسے حکومت اور دوسرے معاملات میں نافذ کیا جائے گا تو اس سے انسانی فلاح میں اضافہ ہوگا - آئیے میں آپ کو چند الفاظ میں بتاؤں کہ یہ کیا ہے :

سب سے پہلی چیز خدا پر یقین اور اس کا اقتدار اعلی ہے - ہماری اقتصادیات کا مرکز ذاتی ملکیۃ ہے - ہمیں اس کی ضرورۃ نہیں کہ ہم اپنے لوگوں کو ایسے نئے مینی فیسٹو کے طور پر پیش کریں - جو اصول میں نے بیان کیے ہیں یہ اسلام کا حصہ رہے ہیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ اسلامی طریق زندگی کو اپنانا چاہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ممکن ہی نہیں ہے - کیونکہ یہی اصول ہیں جو پاکستان کے نظریہ کی اساس تھے - جب کہ ہم اس کے لیے جدوجہد کر رہے تھے -

(پاکستان ، امریکہ اور کینیڈا میں لیاقت علی خان کی تقاریر مطبوعہ ہارورڈ یونیورسٹی پریس صفحہ ٣٩)

قرآن و سنۃ کا اعلان

ہمارے قائدین نے جو کچھ مذکورہ بالا بیانات میں فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن آئین سے بلند دستاویز (Supra consti-tutional document) کی حیثیت رکھتا ہے - یہ چیز قرآن ہی سے ماخوذ ہے - اللہ تعالی نے قرآن میں واضح الفاظ میں فرمایا ہے

ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئ وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین (النحل - ٨٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ : اور اتاری ہم نے تیرے اوپر ہر چیز کو بیان کرنے والی کتاب اور ہدایت جو مسلمانوں کے لیے رحمت اور خوشخبری ہے -

ناظرین غور فرمائیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس "ہر چیز" میں آئین جیسی اہم چیز شامل نہ ہو - یقیناً آئین بھی قرآن میں موجود ہے - بھلا کون انسان قرآن سے بہتر آئین بنا سکتا ہے ، یا آئینی رہنمائی دے سکتا ہے - اگر کوئی ایسا کہے گا تو ظاہر ہے کہ وہ قرآن کا منکر ہوگا اور ان سیاہ بختوں میں شمار ہوگا جو خود کو خدا کا مقام دیتے ہیں - اللہ ایسے فرعونوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے - آمین

قرآن نے بہت سے مقامات پر بالکل واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ حکم دینا تو صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے مثلاً سورۂ انعام وغیرہ میں ہے کہ "إن الحكم إلا لله" (یوسف ۴۰ و ۶۷) پھر فرمایا : وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه (البقرة ۲۱۳) - یعنی ہم نے ان کے ساتھ آسمانی کتاب کو نازل کیا تاکہ اختلاف کے موقع پر اس کتاب سے فیصلہ کریں . گویا تمام اختلافات کا فیصلہ صرف وحی ہی کے ذریعہ کیا جانا چاہیے . قرآن کا نام فرقان اسی لیے ہے کہ یہ ہر اختلاف میں فیصلہ دینے والی کتاب ہے اور قرآن کی ایک سورۃ کا نام ہی الفرقان ہے . لہٰذا آیات کی رو سے آئین کی فیصلہ کن شق قرآن ہی ہو سکتی ہے . کیونکہ حق و باطل میں اسی سے فیصلہ ہوتا ہے . قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے . جو قرآن اور وحی کے علم کے بغیر ہی فیصلے کرتے پھرتے ہیں اور اللہ نے ایسے لوگوں کو کافر ، فاسق اور ظالم قرار دیا ہے -

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالی فرماتا ہے :

قل فأتوا بکتاب من عند اللہ ھو أھدی منھما اتبعہ (القصص - ۴۹)

ترجمہ : آپ کہہ دیجیے : اچھا تو (توراۃ و قرآن کے علاوہ) تم اللہ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آو . جو ہدایت کرنے میں ان سے بہتر ہو . میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا .

ہم بھی ان لوگوں کو جو قرآن کو آئین میں پہلی اور فیصلہ کن شق نہیں بنانا چاہتے یہی کہتے ہیں کہ اگر آپ کو قرآن کا آئین میں فیصلہ کن شق کے طور پر شامل کرنا منظور نہیں تو اللہ کے ہاں سے اس سے بڑھ کر کوئی اور ہدایت لے آؤ .

اللہ تعالی نے اعلان کر دیا ہے کہ تم میں سے سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہو . ان أکرمکم عند اللہ أتقاکم (الحجرات - ۱۳) .

مزید ہر قسم کے احکام اور فیصلوں کے متعلق چاہے وہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری ، عدالتی ہوں یا دفتری اس کائنات کے مالک کا حکم یہی ہے کہ وہ قرآن کے مطابق ہوں ورنہ ظالموں ، فاسقوں اور کافروں کے گروہ میں شمار ہوگا . ارشاد ربانی ہے :

من لم یحکم بما أنزل اللہ فاولئك ھم الکافرون . . . ھم الظالمون ھم الفاسقون (المائدہ ۴۴ تا ۴۷)

یعنی جو لوگ اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلے نہ کریں . تو ایسے لوگ کافر ہیں ، ظالم ہیں ، فاسق ہیں .

وحی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو اللہ تعالی نے بیک وقت تین خطابات دیے ہیں (۱) کافر (۲) ظالم (۳) فاسق . اب جس کا دل چاہے وہ اپنے اعمال سے ان ناموں کا مصداق بن جائے ، اور جس کا دل چاہے نہ بنے .

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح بخاری ''کتاب الاحکام'' میں حضور کے اقوال موجود ہیں. جن میں حکومت کے احکام کو معروف اور کتاب و سنت کے مطابق ہونے سے مشروط کیا ہے. ایک حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں :

فاذا أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة یعنی جب معصیت کا حکم دیا جائے تو ایسے حکم کو نہ تو سنا جائے اور نہ اس پر عمل کیا جائے.

لہذا ثابت ہوا کہ اسلامی حکومت اپنے ملازموں سے اگر یہ امید رکھے کہ وہ خلاف قرآن و سنۃ احکامات میں بھی اس کی اطاعت کریں. تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کرتی ہے. (بقول رسل. چودھویں صدی کے احمق و متعصب حکام) کو اس بات کا اختیار کیسے دیا جاسکتا ہے کہ ان کا بنایا ہوا قانون یا آئین قرآنی آیات اور ان کے احکامات سے برتر سمجھا جائے اور اس سے قرآنی آیات اور احکامات پر عمل منسوخ ہو جائے یہ تو قرآن کی آیات کو منسوخ کرنے کے مترادف ہوگا.

صحیح بخاری باب کیف یبایع الامام الناس میں روایت موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے خلیفہ عبدالملک کی بیعت بذریعہ خط کی تھی اور اس میں یہ شرط رکھی تھی کہ بیعت اللہ کے حکم اور رسول کی سنت پر عمل کے ساتھ مشروط ہے.

اقبالؒ کا اعلان حق کہ قرآن ہمارا آئین ہے

علامہ اقبال کے نزدیک آئین کے بغیر چارہ نہیں اور امۃ کے لیے سب سے اہم چیز آئین ہی ہے مگر امۃ محمدیہ کا آئین قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے ۔ اس بات کو انھوں نے بار بار بیان کیا ہے ۔ ان کی کتاب ''اسرار و رموز'' کی ایک نظم کا عنوان یہ ہے :

''در معنی ابن کہ نظام ملت غیر از آئین صورت نہ بندد و آئین ملۃ محمدیۃ قرآن است''

ہمارے ملک کے جو لوگ مغرب کے ذہنی غلام ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ قائد اعظم اور ڈاکٹر اقبال مغربی قانون کے ماہر اور بیرسٹر تھے ۔

صحابہؓ کرام اور سلف کا نظریہ

مولانا جیراج پوری اپنی کتاب ''تاریخ الامت'' میں یوں لکھتے ہیں :

''خلافت دراصل دنیاوی ریاست ہے ۔ جس کی بنیاد دین پر رکھی گئی ہے ۔ خلافت راشدہ کی بنیاد کتاب و سنت پر تھی ۔ خلیفہ استنباط مسائل میں دیگر علماء و مجتہدین سے کوئی خاص امتیاز نہ رکھتا تھا[1] ۔ بلکہ اکثر خود ان سے سوال کرتا یا اپنے اجتہاد میں مدد لیتا ۔ وہ احکام دینیہ کو صرف نافذ کرنے کا مجاز تھا۔ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت اس سے شرط لی جاتی تھی۔ کہ وہ کتاب و سنت پر عمل کرے گا ۔ (تاریخ الامت جلد دوئم صفحات ۲۵۷ ، ۲۵۸) .

حضرت ابوبکر کے اہم اعلانات اور شرائط

بیعت خلافت کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا :

أیہا الناس فانی قد ولیت علیکم ولست بخیر کم فان أحسنت

---

۱ . جب خلیفہ راشد بھی استنباط مسائل میں دیگر علماء اور مجتہدین سے کوئی خاص امتیاز نہ رکھتا تھا تو بھلا قرآن و سنۃ اور شریعۃ محمدیہ سے نابلد وزراء ، صدر یا اسمبلی کے کم علم ممبروں کو قانون سازی کا حق کیسے دیا جا سکتا ہے ؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فاعینونی و ان أسات فقومونی ، أطیعونی ماأطعت الله ورسوله فاذا عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم انما أنا مثلکم . وانما أنا متبع ولست بمبتدع .

ترجمہ : اے لوگو میں تمھارا والی بنا دیا گیا ہوں . مگر میں تم میں سے سب سے اچھا نہیں ہوں . پس جب میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور جب میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا . میری اطاعت اسی وقت تک کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی فرمانبرداری کرتا رہوں . اگر میں خدا اور اس کے رسول ؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر بھی میری اطاعت واجب نہیں . میں بھی تمھاری مانند ہی ہوں . میں تو صرف اتباع رسول کرنے والا ہوں . نئی بات نکالنے والا نہیں ہوں . (البدایة والنهایة لابن کثیر جلد ۶- صفحات ۳۰۱ و ۳۰۲).

حضرت عمر کا اعلان

مذکورہ بالا قسم کے اعلانات حضرت عمرؓ بھی کرتے رہے تھے . الفاروق میں ہے : ایک دفعہ انھوں نے ممبر پر چڑھ کر کہا صاحبو ، اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم لوگ کیا کروگے ؟ ایک شخص وہیں کھڑا ہوگیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر بولا کہ تمھارا سر اڑا دیں گے . حضرت عمر نے اس کے آزمانے کو ڈانٹ کر کہا : کیا تو میری شان میں یہ لفظ کہتا ہے . اس نے کہا ہاں ہاں تمھاری شان میں . حضرت عمرؓ نے کہا الحمدللہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ کج ہوں گا تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے . اس واقعہ کو ابو زھرہ نے بھی اپنی کتاب "الجریمة والعقوبة" جلد اول کے صفحہ ۱٦۰ پر بیان کیا ہے .

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک دوسرے موقع پر آپ نے اپنی تقریر میں کہا : میں بھی تم میں سے ایک ہوں اور تمھارے ہی جیسا ہوں (کتاب الخراج لابی یوسف، ص ۲۵) فانی واحد کأحدکم .

حضرت عثمان کی بیعت

حضرت عثمانؓ کی جب بیعت ہوئی تو ان سے یہ شرط کی گئی تھی کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کی سنت پر عمل کریں گے. صحیح بخاری میں ہے کہ

فقال أبایعك علی سنة اللہ ورسول والخلیفتین میں بعدہ فبایعه عبدالرحمن و بایعه الناس المهاجرون والانصار والاجناد والمسلمون (کتاب الاحکام صحیح البخاری)

غرضیکہ حضرت عثمانؓ نے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور سنت خلیفۂ اول و خلیفۂ ثانی پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور اس شرط پر عبدالرحمن بن عوف ، مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے ان کی بیعت کی ، فوج کے افسران اور عام مسلمانوں نے بھی ان ہی شرائط پر بیعت کی .

حضرت علی کی تائید

حضرت علیؓ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے اپنی تقریر کے شروع میں یوں فرمایا :

ایہا الناس بایعتمونی علی مابویع علیه من کان قبلی . یعنی آپ لوگوں نے میری بیعت ان ہی شرائط پر مشروط کی ہے جن پر مجھ سے پہلے خلفاء سے کی تھی . (الاخبار الطوال لابی حنیفة الدینوری صفحہ ۱۴۰). نہج البلاغة میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا :

انما بدء وقوع الفتن تتبع وأحکام تبتدع تخالف فیہا کتاب اللہ ویتولی علیہا رجال رجالاً علی غیر دین اللہ (نہج البلاغة مترجم صفحہ ۲۴۲) .

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ : بلاشبہ فتنہ و فساد کے وقوع کا آغاز ایسی خواہشات نفسانی سے ہوتا ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے ، نیز اس کی ابتداء ایسے خود ساختہ احکام سے ہوتی ہے جو اللہ کی کتاب کے خلاف ہوتے ہیں اور اللہ کے دین کے اصولوں کے خلاف انسانوں پر انسان مسلط ہو جاتے ہیں ۔

اس روایت کی شرح میں شارحین لکھتے ہیں کہ واجب الاطاعت اللہ کی ذات ہے ۔ یا پھر ان لوگوں کی اطاعت کی جائے گی جو کتاب اللہ کی روشنی میں احکام صادر فرمائیں ۔ لیکن لوگ ہیں کہ ایسے لوگوں کو اولی الامر بنا لیتے ہیں جو شرع محمدی سے مس نہیں رکھتے ۔ لہذا فتنہ و فساد پیدا ہونے لگتا ہے ۔

مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ اور سنی دونوں ہی اس پر متفق ہیں کہ ہمارے رؤساء و حکام ایسے ہونے چاہییں جو شرع محمدی سے بخوبی واقف ہوں اور قرآن کی روشنی میں احکامات صادر کریں ۔ آج کل ملک میں جس قدر فتنہ و فساد اور بے چینی پائی جاتی ہے اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ قرآنی دستور کی جگہ ہم نے اپنا دستور ملک میں نافذ کر رکھا ہے ۔

حضرت علی رض ایسے مفتیوں کے متعلق جو قرآن و سنت کے مطابق فتوے دینے کے بجائے اپنی رائے پر عمل کرتے تھے یوں فرتے ہیں :

أم أنزل اللہ سبحانہ دیناً ناقصاً فاستعان بھم اتمامہ ؟ أم کانوا شرکاء لہ فلھم ان یقولوا وعلیہ ان یرضی ؟ أم انزل اللہ سبحانہ دیناً تاماً فقصر الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) عن تبلیغہ وأدائہ ؟ واللہ سبحانہ یقول ما فرطنا فی الکتاب من شیء وقال فیہ : تبیان لکل شیء ؟ (نہج البلاغہ مترجم ص ۱۶۸ ۔)

ترجمہ ۔ یا پھر یہ بات ہے کہ اللہ سبحانہ نے (نعوذ باللہ) اپنا دین ناقص اتارا تھا اور اب (وہ) ان لوگوں سے طالب گار ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ دین کو مکمل کریں ۔ یا یہ خدا کے شریک ہیں کہ جو چاہیں کہیں اور خدا کا فرض ہے کہ وہ ان (رائے سے فتوے دینے والوں اور قانون سازوں) کے کہنے پر راضی ہو جائے ؟ یا پھر (ایسا تو نہیں کہ) خدا نے دین تو مکمل نازل کیا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نعوذ باللہ اس کی تبلیغ وتشریح میں کوتاہی کی ۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ کتاب میں ہم نے کوئی فروگزاشت نہیں کی پھر فرمایا کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے (النحل ۸۹) (دیکھیے نہج البلاغہ صفحہ ۱۶۸ ، ۱۶۹)۔

(قائد اعظم ، نواب بہادر یار جنگ اور علامہ اقبال نے قرآن کو آئین تسلیم کیا) ۔ مذکورہ بالا بیانات سے قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا ۔ کہ قائد اعظم اور نواب بہادر یار جنگ نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ مسلمانوں کو حکومت کا آئین اور قانون بنانے کا حق نہیں ہے ۔ قرآن ہمارا آئین ہے اور ڈاکٹر اقبال نے کس لیے اپنی نظم کا یہ عنوان رکھا کہ امت محمدیہ کا آئین قرآن ہے ۔ لہذا ہر مسلمان کا چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی فرض ہے کہ وہ قرآن کو Supra-Con-stitutional دستاویز کی اس حیثیت سے تسلیم کرے ۔ اگر وہ قرآن کو یہ حیثیت دینے کو تیار نہیں تو دنیا کا ہر شخص یہی کہے گا کہ ایسا شخص قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کون ہوتا ہے یہ آپ جانتے ہی ہیں ۔

مشکلات کا محمدی علاج

شاہ ولی اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں رقم طراز ہیں : نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی اس نصیحت میں جو نہایت تاکید سے لوگوں کو فرمائی تھی ۔ *ارشاد فرمایا تھا کہ میرے طریقے کو اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے کو اپنے اوپر لازم کر لینا ۔*

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ دین کا انتظام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت کے اتباع پر موقوف ہے اور سیاست کبریٰ کا انتظام اس پر موقوف ہے کہ خلفاء تدابیر ملکی اور جہاد سے متعلق جن امور کا اپنے اجتہاد سے حکم دیں تو ان کے حکم کی اطاعت کی جائے بشرطیکہ ان کا یہ حکم شریعت کے حق میں بدعت نہ ہو اور نہ ہی خلاف نص ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالی کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں اور خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے۔ جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آیت پڑھی۔ "ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تبتعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (الانعام ۱۵۲) یعنی تحقیق یہ میرا راستہ سیدھا ہے۔ اسی پر تم چلو دوسرے راستوں پر مت چلو ورنہ اللہ تعالی کے راستے سے بچھڑ جاؤگے"۔

آئینی مسئلہ کا واحد حل

آئین کے دو حصے ہوں۔ پہلا حصہ اصل اور مستقل آئین کہلائے۔ جس میں تبدیلی کا کوئی سوال نہ ہو۔ دوسرا حصہ ذیلی یعنی (Subordinate) آئین کہلائے۔ جس میں تبدیلی ممکن ہو۔ مستقل آئین کی پہلی شق میں یہ لکھا جائے کہ قرآن کی حیثیت (Supra-Constitutional) دستاویز کی ہوگی اور پورا قرآن الحمد سے والناس تک پہلی شق قرار پائے گا۔ قرآن پورے آئین کو کنٹرول کرے گا اور اس پر حکم ہوگا۔ دوسری شق میں یہ ہو کہ حکومت کے سب کام قرآن و سنت اور اجماع کے اصول ثلاثہ کے مطابق کیے جائیں گے اور حکم جو قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہوگا۔ وہ غیر قانونی تصور ہوگا اور کالعدم سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذیلی آئین کی پہلی شق میں یہ درج ہو کہ اس ذیلی آئین کی اگر کوئی دفعہ مستقل آئین کے خلاف ہو تو اس کی کوئی قانونی حیثیت متصور نہ ہوگی اور وہ کالعدم ہوگی ۔ دوسری شق میں یہ شرط ہو کہ حکومت کا صدر اور اس کے سب وزراء و حکام مع ممبران اسمبلی عادل اور متقی مسلمان ہوں ۔

قرآن کی اس آیت کہ (و جعلنا للمتقین اماما) سے ثابت ہے کہ صدر اور وزراء و حکام کا متقی ہونا ضروری ہے ۔ یعنی سرکاری آفیسر متقی ہوں اور صدر ریاست متقیوں کا امام ہو ۔ تیسری شق یہ ہو کہ صدر اور وزراء حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نائب کی حیثیت سے ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حکومت کریں گے چوتھی شق میں قرار داد مقاصد سنہ ۱۹۴۹ء کو درج کیا جائے گا اور پانچویں شق میں علماء کے متفقہ بائیس نکات کو جگہ دی جائے۔ اس کے بعد ذیلی آئین میں انتخاب وغیرہ کے متعلق دیگر عام دفعات درج کی جائیں ۔

سنت کی موافقت ضروری ہے

امام ابن تیمیہؒ نے سعید بن جبیر کا قول نقل فرمایا ہے کہ "کوئی قول اور عمل اخلاص و نیت کے بغیر قبول نہیں ہوتا اور کوئی قول یا نیت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے موافقت نہ رکھتی ہو ۔ حسن بصری سے بھی ایسا ہی قول منقول ہے اور فضیل بن عیاض نے آیت (لیبلوکم أیکم أحسن عملا) کی تفسیر میں بھی ایسا ہی قول نقل کیا ہے ۔ (دیکھیے صفحہ ۱۱۱ - الحسبة فی الاسلام) ۔

خدائی قانون مشرق و مغربی تاریخ میں

جمہوریۃ کے علمبردار اور روم کے مشہور خطیب (Cicero) نے اپنی (Republic) میں یوں لکھا تھا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

There will be one law, eternal and unchangeable, binding at all times upon all people, and there will be as it were, one common master, one common ruler of men, namely God, who is the author of this law. Its interpreter and sponsor.

(p. 28 "What is democracy" with an introduction by Dr. Grayson Kirk President of Columbia University)

(ترجمہ : ایک ہی ابدی قانون ہوگا جس میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکے گی ۔ جس کی پابندی ہر زمانہ میں ہر شخص اور قوم پر لازمی ہوگی اور گویا تمام لوگوں کا ایک ہی مالک ایک ہی فرمانروا ہوگا جس کا نام اللہ ہے ۔ جوکہ اس قانون کا بنانے والا اس کی تشریح کرنے والا اور اس کا موجد ہے) ۔

جدید عرب دنیا کے ایک مشہور دانشور اور فلسفی ڈاکٹر عمر فروخ ہیں ۔ جو قاہرہ ، دمشق اور بمبئی کی علمی مجلسوں اور دارالمصنفین کے مشہور اراکین میں سے ہیں ۔ آپ اپنی کتاب "العرب وحضارتہم وثقافتہم" کے صفحہ ۱۶۱ پر بنو امیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں ۔

"لم یکن فی الاسلام سلطة تشریعیة ولا جازأن یکون هنالك مثل هذه السلطة لان القرآن الکریم شریعة منزلة وکان الحدیث الشریف ، تمماً لتلك الشریعة . وعمل الخلیفة کان تنفیذ الشریعة المنزلة لا وضع شرائع جدیدة و لکن الفقهاء کانوا احیاناً یختلفون فی تأویل بعض الآیات أو تفسیر شیء فنشأت حاجة الی المجلس خاصة"

ترجمہ : اسلام میں قانون سازی (Lagislature) کا کوئی ادارہ نہیں ہوا کرتا تھا اور نہ ہی ایسے محکمہ کا قیام جائز ہے کیونکہ قرآن کریم نازل شدہ شریعت ہے اور حدیث شریف اس کو مکمل کرتی ہے ۔ خلیفہ کا کام اس نازل شدہ شریعت کا نفاذ ہوتا تھا ۔ نہ کہ نئے قانون وضع کرنا ۔ لیکن بعض مرتبہ فقہاء بعض آیات کی تأویل یا تشریح میں اختلاف کرتے تھے ۔ اس لیے ضرورت پڑنے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خاص مجلس منعقد کر لی جاتی تھی ۔ (یعنی اسمبلی کا بس یہی جواز ہے) برٹرینڈ رسل لکھتا ہے کہ نیوٹن اور انگلینڈ میں اس کے ہم عصر لوگ یہ دعوی کرتے تھے کہ سائنس اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہے کہ اس دنیا کا مقتدر قانون ساز خدا موجود ہے''۔

To Newton and most of his English contemporaries science seemed to afford proof of the existince of God as the Almighty Law giver.

(امپیکٹ آف سائنس آن سوسائٹی ص ۲۷
Impact of Science (on Society

مغرب میں قانون الٰہی کی بار بار صدا

اور یورپ کے مخلص دانشور اور ماہرین بھی یہ اعلان کرتے رہے ہیں کہ انسان کائنات کے مالک کے قوانین اور ہدایات سے بالا تر ہو کر کوئی قانون سازی نہیں کر سکتا ۔ مثلاً انگلینڈ کے مشہور سیاست دان (ایڈمنڈ برگ) نے ۲۸ مئی ۱۷۹۴ء کو برٹش پارلیمنٹ میں جو اعلان کیا تھا وہ انگریزی زبان کا مشہور مقولہ بن چکا ہے جسے ہم مقولوں کی کتاب ہی نقل کر رہے ہیں ؛

There is but one law forall, namely that law which governs all law, the law of our creator.

یعنی ''قانون تو سب کے لیے ایک ہی ہے یعنی وہ قانون جو سب قوانین پر حکومت کرتا ہے ۔ یعنی ہمارے خالق کا قانون''
(محاورات کی پینگیون ڈکشنری ص ۸۰)

نفس پرستوں اور گمراہ لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی وہ قوانین الٰہیہ کے خلاف قوانین بنانا چاہیں تو مصلحۃ یا ضرورۃ کا بہانہ بناتے ہیں ۔ اس کے متعلق انگلینڈ کے مشہور وزیر اعظم ولیم پٹ نے ایسی عمدہ بات کی جو کہ انگریزی زبان کا اہم مقولہ بن گئی ۔ فرماتے ہیں :

Necessity is the plea for every infringment of human freedom. It is the argument of tyrants, it is the creed of slaves (p. 282 Penguin Dictionary of Quotations).

www.kitabosunnat.com

یعنی ہر انسانی آزادی کو دبانے اور حقوق پر قدغن لگانے کے لیے مصلحت اور ضرورت کی دلیل کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ جباروں کی منطق اور غلاموں کا مذہب و نظریہ ہے" (صفحہ ۲۸۲ محولہ بالا)۔

مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ یہ تقاریر ایسے ہی موقعوں پر کی گئیں ہونگی جب حکومت نئے نئے قوانین بنا کر عوام پر جبر و استبداد کرنا چاہتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ و امریکہ کے مخلص دانشور بار بار اس امر کی ضرورت محسوس کرتے اور قانون ساز اسمبلیوں کو یاد دلاتے رہے کہ وہ محض اکثریت کے بل بوتے پر اپنی مرضی کا قانون نہیں بنا سکتیں۔ بلکہ ان کے لیے ضروری ہے کہ تمام قوانین خالق کائنات کے اٹل قوانین کے مطابق اور اس کی روشنی میں بنائیں۔ نیوٹن نے ثابت کیا کہ قانون بنانے والا مقتدر خدا ہے اور سائنس بھی اس کی موجودگی کو ثابت کرتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب نیوٹن تک یہ کہہ رہا ہے تو مسلمان کیوں اللہ کی کتاب کو اپنے آئین کی پہلی شق بنانے سے گریز کریں؟

خدائی قانون کا ارفع و اعلیٰ مقام

امریکہ کے مشہور سیاست دان نے امریکن سینٹ میں ۱۱ مارچ ۱۸۵۰ء کو تقریر کرتے ہوئے قانون ساز اسمبلی کو تحدید قانون سازی[1] کی طرف توجہ دلاتے ہوئے واضح طور پر اعلان کیا کہ دستور دستور کی کیا رٹ لگا رکھی ہے۔ تمھارے بنائے ہوئے دستور سے اونچا دستور بھی موجود ہے۔ جس کی پابندی سب

۱۔ آج کی دنیا کا سب سے اہم مسئلہ تحدید ملکیت کی بجائے تحدید قانون سازی ہے اور یہی آج مشرق و مغرب کے دانشوروں، سائنس دانوں کی پکار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پر لازم ہے H. W. Seward متوفی ۱۸۷۲ء نے امریکن سینٹ میں یوں فرمایا :

But there is a higher law than the constitution (speech in U.S. Senate, 11 March 1850, p. 308 ibid).

"یعنی ایک قانون دستور سے بھی بلند اور اعلی ہے". (امریکن سینٹ میں ۱۱ مارچ ۱۹۵۰ء کی تقریر جو محاورہ بن گئی)

ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والوں کے لیے ایسا کون سا قانون ہو سکتا ہے . جو دستور پر بھی فائق ہو . ظاہر ہے کہ جو اللہ تعالی کو مالک حقیقی سمجھتا ہے اور محض منافقت کے طور پر کلمہ نہیں پڑھتا وہ یہی کہے گا کہ وہ قانون تو کتاب و سنت ہی کا ہو سکتا ہے . یہی بات قائد اعظم ، نواب بہادر یار جنگ اور لیاقت علی نے بار بار کہی ہے جس کے بعض حوالے ہم درج کر چکے ہیں .

جمہوریت کے بڑے سے بڑے علمبردار نے بھی کبھی دستور ساز اسمبلیوں کے متعلق یہ نہیں کہا وہ خالق کائنات کے قوانین کو بالائے طاق رکھ کر ہر قسم کا قانون بنانے کے مجاز ہیں . مثلاً برٹرینڈ رسل ہمیں بتاتا ہے کہ لنکن نے کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ امریکن کانگریس غلامی کے جواز کے لیے قانون سازی کی مجاز ہے . (Freedom Versus Organi- p. 82 zation) .

مغربی جمہوریت کے بڑے بڑے علمبردار یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جمہوریت میں قریب قریب ہمیشہ ہی غلط قسم کے لوگ منتخب ہو کر آتے رہے ہیں اور ہمیشہ جمہوریت ہی کے سر پر آرا چلاتے رہے ہیں . مثلاً جمہوریت کا بہت بڑا علمبردار اور ہمارے ملک کے ترقی پسند عوامی لیڈروں کا ہیرو اور محسن انسانیت برٹرینڈ رسل یوں لکھتا ہے .

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"جمہوریت کا مقصد اقتدار کے بے جا استعمال کو روکنا ہے۔ لیکن یہ ہمیشہ لگاتار perpetually defeating itself کسی بازاری شورش پسند مقرر کا شکار ہو کر خود اپنے نصب العین کو شکست دیتی رہی ہے"۔ (صفحہ ۶۶ The Basic Writings of Bertrand Russell)۔

رسل کی اس بات کا تجربہ پاکستانیوں کو بھی ہو چکا ہے۔ برٹرینڈ رسل لکھتا ہے۔

"فرانسیسی سینڈیکیلڈس (Syndicalists) جو کہ بہت ہی اونچی قسم کی جمہوری حکومت میں رہتے ہیں۔ ان کو اس بات کا بڑا تلخ تجربہ ہوا ہے کہ کس طرح حکومت کی طاقت ایک ترقی پسند اقلیت کے خلاف استعمال ہوتی ہے۔ اس تجربہ نے اکثریت کے خدائی حقوق پر ایمان کو ختم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تمام لوگ جو ترقی چاہتے ہیں ان کے لیے جمہوری حکومت کا تجربہ ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ثابت ہوا ہے۔ اگرچہ ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیے۔ کہ پچھلی طرز کی تمام حکومتوں کی نسبت جمہوریت کو ترجیح ہے مگر انارکسٹ اور سنڈیکاسٹ جو اعتراضات کرتے ہیں وہ مکمل طور پر صحیح اور منصفانہ ہیں۔ (صفحہ ۳۸ Roads to Freedom (روڈز ٹو فریڈم)۔

مذکورہ بالا بیان سے ہر سمجھ دار مسلمان یہی نتیجہ اخذ کرے گا کہ جمہوریت پر اگر کتاب و سنت اور اسلامی قوانین کی پابندی نہ ہوگی تو وہ شیطانی ادارہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اس لیے ڈاکٹر اقبال کے نزدیک ابلیس یوں کہتا ہے۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر
مجلس ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطان غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

پاکستان کے ماہرین قانون کی آرا

جسٹس زیڈ ۔ بی کیکاؤس نے حال ہی میں ایک مضمون لکھا ہے جو آؤٹ لک اور کرائیٹیرین (Criterion) میں شائع ہوا ہے ۔ اس کا عنوان ہے ''اللہ کا قانون اور نیشنل اسمبلی'' اس کے آخر میں آپ نے چند نتائج اخذ کیے ہیں ۔

(۱) اللہ کا قانون (قرآن) نافذ ہے اور اسے کسی قانون ساز اسمبلی سے تصدیق کی ضرورت نہیں ۔ پس قانون ساز اسمبلی کو ان حالات میں قانون بنانے کا کوئی اختیار نہیں جن میں کہ اللہ کا قانون اور حکم پہلے سے موجود ہے ۔

(۲) قانون ساز اسمبلی کو اس لیے بھی اس سلسلے میں کوئی اختیار حاصل نہیں کہ جن لوگوں نے ان کو ووٹ دیے ہیں اور جن کی بنا پر اسمبلی بنی ہے ان کو خود ہی اس سلسلے میں کوئی اختیارات حاصل نہ تھے ۔

(۳) اللہ کے قانون کی تشریح عدلیہ کے دائرہ کار میں داخل ہے ۔ نیشنل اسمبلی کو اس کا استحقاق اور قابلیت بھی حاصل نہیں ہے ۔ دیگر یہ کہ ایمان کے معاملے میں کسی دوسرے کو اختیارات دیے بھی نہیں جا سکتے ۔

(۴) نیشنل اسمبلی کو چاہیے کہ وہ ضابطہ کے طور پر اعلان کر دے کہ اللہ کا قانون نافذ ہو چکا ہے ۔

اس سلسلے میں کراچی کے ماہر قانون جناب خالد اسحاق صاحب کی کتاب جو انھوں نے تحدید آئین سازی پر لکھی ہے وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے جس کا نام Constitutional Limitations ہے) مزید اس سلسلے میں P.L.D. بابت جون ۱۹۷۲ء و فروری ۱۹۷۳ء بھی قابل دید ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

ہم کہتے ہیں کہ جب اسمبلی نے اعلان کر دیا کہ حکومت کا مذہب اسلام ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن و سنت کے قوانین ملک میں نافذ ہو چکے ہیں اور وہ تمام قوانین جو معروف اسلامی قوانین کے خلاف ہیں وہ بھی اس اعلان کے ساتھ ہی کالعدم ہو چکے ہیں ۔ کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جب حکومت کا مذہب اسلام ہے تو غیر اسلامی قوانین کی جگہ معروف اسلامی قوانین نے لے لی ہے ۔ اب اگر اسمبلی کوئی قانون معروف اسلامی قوانین کے خلاف بناتی بھی ہے تو اس کی کوئی حیثیت ہی نہ ہوگی کیونکہ شروع ہی میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ حکومت کا مذہب اسلام ہے جو معروف مذہب ہے اور اس کے قوانین بھی معروف ہیں اور چار دانگ عالم میں مشہور ہیں ۔

ہم کہتے ہیں کہ اس اعلان کے بعد اور آئین میں اس شق کے داخل ہونے کے بعد کہ اسلام حکومت کا سرکاری مذہب ہے ہمارے ملک کی عدالتیں حکومت کے ہر حکم ۔ آئین کی ہر ذیلی شق اور سرکاری محکموں کے ہر قانون اور رول کو جو معروف اسلامی قوانین اور اصولوں کے خلاف ہو اس کو یہ کہہ کر رد کر سکتی ہیں کہ آئین کی فلاں ذیلی شق یا حکومت کا فلاں حکم یا قانون کیونکہ سرکاری مذہب اسلام کے خلاف ہے اس لیے وہ کالعدم ہے ۔ اسلام تیرہ سو سال پرانا مذہب ہے ۔ اس کے قوانین پر حکومتیں چلتی رہی ہیں ۔ آج یہ واضح کرنا کوئی مشکل نہیں کہ فلاں فلاں بات اسلام یعنی سرکاری مذہب کے مسلمہ اصولوں اور قوانین کے خلاف ہے ۔ پس ہماری عدالتوں کو اپنا عظیم مقام پہچاننا چاہیے اور عدالتوں کے وقار کو بلند کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنی عدلیہ پر ویسے ہی فخر کر سکیں جیسے کہ امریکہ وغیرہ مغربی ممالک کے لوگ فخر کرتے ہیں ۔ اسلامی تاریخ میں عدلیہ بڑے بڑے کارنامے انجام دیتی رہی ہے اور خلفاء کے خلاف بھی فیصلے صادر کرتی رہی ہے ۔ حضرت علی کے مقدمہ میں قاضی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت حسن کی گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا ، کیونکہ وہ آپ کے بیٹے تھے ۔ پھر فیصلہ حضرت علی کے خلاف ہو گیا ۔ اس عدل کو دیکھ کر مدعا علیہ یہودی فوراً مسلمان ہوگیا تھا ۔ ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق محمد تغلق کے دربار میں ایک لڑکے نے قصاص میں قاضی کے حکم سے خود سلطان محمد تغلق کو اکیس چھڑیاں ماریں ۔ خود سلطان نے لڑکے کو کہا ! کہ مجھے اتنے ہی زور سے مارنا جتنے زور سے میں نے ماری تھیں ۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ سلطان کی کلاہ بھی گر پڑی ۔ (ص ۲۱۷ ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک جھلک مصنف صباح الدین مطبوعہ اعظم گڑھ) بعض مؤرخوں کا بیان ہے کہ مارنے والا لڑکا ہندو تھا ۔ کیا ہمارے دور کے جج صاحبان تغلق کے عہد سے انصاف میں پیچھے رہنا پسند کریں گے ۔ (p. 26 Islamic Contribution to the Peace of the World by S. A. Haque).

سپریم کورٹ اور ججوں کا مقام

یاد رہے کہ امریکہ میں سپریم کورٹ کے کل نو جج ہوتے ہیں ۔ ان کو پریزیڈنٹ سینٹ کی منظوری کے بغیر مقرر نہیں کر سکتا ۔ جو شخص ایک دفعہ جج مقرر ہو جائے اس کو کوئی علیحدہ نہیں کر سکتا ۔ اس کو کوئی ریٹائر نہیں کر سکتا ۔ جج صرف اپنی خوشی سے جب چاہے ریٹائر ہو سکتا ہے ۔ جج عمر بھر کے لیے مقرر ہوتا ہے ۔ جیرالڈ ۔ ڈبلیو - جانسن لکھتے ہیں کہ

جج ہومز صاحب ۲۹ سال کام کرنے کے بعد اپنی مرضی سے اکانوے سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے ۔ جج جان مارشل ۳۴ سال کام کرنے کے بعد اپنے عہدہ پر فائز ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے ۔ عام طور پر خاصی بڑی عمر کے لوگ جج مقرر کیے جاتے ہیں (دیکھیے دی سپریم کورٹ مطبوعہ نیویارک ص ۲۲) ۔

امریکہ کی سپریم کورٹ کا ایک عام جج سیمیول چیز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(Chase) گزرا ہے وہ اتنا تیز مزاج تھا کہ اس کے لیے انصاف کرنا بھی مشکل تھا ۔ وہ سرکاری کرسی پر بیٹھ کر سیاسی تقریریں کرنے کی حماقت کیا کرتا اور پریذیڈنٹ اور اس کی انتظامیہ پر سب و شتم کرتا ۔ ایسے شخص کو ہٹانے کی کوشش کی گئی مگر ناکام ہوگئی ۔ کیونکہ فیصلہ یہ ہوا کہ اس کا یہ رویہ جیسا بھی ہے جرم نہیں ہے ۔ امریکہ کی تاریخ میں کبھی کسی جج کو ہٹایا نہیں گیا مارشل نامی چیف جسٹس نے طویل العمری کے باوجود ریٹائر ہونا اس لیے گوارا نہ کیا کہ کہیں اس کی جگہ ثانی کو جج نہ بنا دیا جائے جس کو وہ ناپسند کرتا تھا ۔ لوگوں کا خیال ہے کہ مارشل اپنی خوشی سے (۱۸۲۸ء میں) ۷۳ سال کی عمر میں ریٹائر ہو جاتا مگر جیفر سن پریذیڈنٹ بن گیا اور مارشل کو اس سے بھی اتنی نفرت تھی کہ وہ یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ جیفر سن کو چیف جسٹس نامزد کرنے کا موقع ملے ۔ انہی وجوہ کی بنا پر مارشل سات سال مزید کرسی سے چمٹا رہا حتی کہ ۸۰ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوگیا۔ (دیکھیے صفحات ۲۰، ۵۹، ۶۲ محولہ بالا)

جانسن صاحب لکھتے ہیں کہ امریکہ میں چیف جسٹس ، سپیکر اور پریذیڈنٹ کے عہدے کے برابر کا درجہ رکھتے ہیں کوئی ایک دوسرے کا ماتحت نہیں ہوتا (ص ۱۴ محولہ بالا) دراصل امریکن حکومت کے تین ستون ہیں (۱) پریذیڈنٹ (۲) کانگرس (۳) چیف جسٹس اور اس کی عدلیہ ۔

ان تینوں میں عدلیہ کا مقام سب سے ارفع دکھائی دیتا ہے ۔ اس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے جج عمر بھر کے لیے مقرر ہوتے ہیں ۔ جب کہ ہر دو سال بعد الیکشن کے ذریعے نئی کانگرس وجود میں آتی ہے ۔ J. L. Evins لکھتے ہیں ۔

"کانگرس نہ مذہب پر عمل کرنے کی آزادی پر پابندی لگا سکتی ہے نہ مذہبی قوانین بنا سکتی ہے ۔ کانگرس آزادی تقریر یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آزادی تحریر پر بھی پابندی نہیں لگا سکتی ۔ لوگوں اور عوام پر بھی پرامن طور سے جمع ہونے اور حکومت سے مطالبات کرنے پر پابندی نہیں لگا سکتی ہے ۔ اس وجہ سے کانگرس لابی میں لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لیے قانون بنانے سے معذور ہے ۔
(Uuderstanding Congress by Joe L. Evins p. 56, 57, 58)

جانسن نے اپنی کتاب میں ایک باب سپریم کورٹ کی طاقت کے عنوان سے باندھا ہے ۔ ناظرین اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں ہم چند باتیں پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں :

''دوسرے ممالک کے برعکس ہمارے ملک کی عدلیہ ایک تہائی حکومت ہے اور وہ صرف اس فیصلہ میں حصہ نہیں لیتی کہ ملک آج کہاں ہے بلکہ وہ یہ بھی فیصلہ کرتی ہے کہ ملک کل کس راستے پر جائے ۔ دوسرے ممالک کی عدلیہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ قانون کیا ہے ؟ مگر امریکہ کی سپریم کورٹ نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ فیصلہ کیا ہے کہ قانون کیا ہوگا ؟ (The law is (what the Supreme Court says it is) اور یہ بات نظریاتی طور پر (In Theory) صرف کانگرس کا کام ہے (یہاں مصنف نے مثالیں بھی دی ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتے ہیں) ۔ قانون وہ ہے جس کو سپریم کورٹ کہے کہ یہ قانون ہے The law is what the Supreme Court says it is (دیکھیے دی سپریم کورٹ صفحات ۲۶، ۲۹) ۔

پھر مصنف لکھتے ہیں

We say the Congress makes the law and the president enforces it. Yet the people allow nine men-indeed, five out of nine—to say that a law passed by the Congress and the president is no law and nobody need to obey it...while inferior courts must be courts of law, the highest of all should be a court of justice...A court of justice, however, must say "This is just," and if it cannot do so because of law, it must strike down the law.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ : ہم کہتے ہیں کہ کانگرس قانون بناتی ہے اور پریذیڈنٹ اس کو نافذ کرتا ہے . مگر اس کے باوجود لوگ ۹ آدمیوں بلکہ ۹ میں سے پانچ انسانوں کو اس بات کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ جو قانون پریذیڈنٹ اور کانگرس نے پاس کیا ہے وہ کالعدم ہے اور کسی پر بھی اس کی پابندی لازم نہیں ہے . . اگرچہ کم درجہ کی عدالتوں کو قانون کی عدالتیں ہونا چاہیے. مگر ان میں سے سب سے بڑی کو انصاف کی عدالت ہونا ضروری ہے ، انصاف کی عدالت کو چاہیے کہ یہ کہے کہ انصاف یہ ہے اور اگر وہ قانونی بندش کی وجہ سے ایسا نہیں کہہ سکتی تو اس کو چاہیے کہ وہ قانون کو مار کر گرا دے" .

(دی سپریم کورٹ صفحات ۲۹، ۳۰)

ہم کہتے ہیں کہ ہر مسلمان جو لا الہ إلّا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے انصاف وہی ہے جو اللہ اور اس کا رسول کہے، یعنی جو کتاب اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو . پس معلوم ہوا کہ اللہ کا قانون ہی انصاف کو متعین کرتا ہے اور اللہ کا قانون ہر آن نافذ ہے اور عدالتوں کو اسی کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے اور مسلمان کے نزدیک انصاف کی حکومت صرف اللہ ہی کے قانون کی حکومت ہو سکتی ہے .

آخر میں ہم عدالت عالیہ کے محترم ججوں اور ماہرین قانون سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور قوم کو سہارا دیں . امریکن ججوں مارشل اور ٹانی کی مانند پاکستان کی عدلیہ کے وقار اور اس کی قوت و شہرت میں اضافہ کریں تاکہ رہتی دنیا تک ان کا ذکر عزت سے لیا جاتا رہے . تاریخ میں ان کے نام سنہری حروف میں لکھے جائیں اور آخرت میں بھی ان کو سرخروئی حاصل ہو .

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہمارے محترم جج صاحبان کو اپنے مقام ، اہمیت اور قوت کا احساس کرنا چاہیے . اس سلسلے میں G. W. Johnson کا بیان قابل غور ہے . وہ لکھتے ہیں .

یعنی مارشل کا عندیہ یہی رہا کہ عدالت کی طاقت کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھائے . اس کے انتقال کے نزدیک بعض دانشوروں کو فکر لاحق ہوگئی تھی کیونکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کورٹ پوری حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ہے .

یہ تو امریکی نظام کی بات تھی . مگر اسلامی نظام میں تو عدل و انصاف کے سلسلے بلکہ پالیسی میں بھی قاضی القضاۃ کا درجہ حکومت کے تمام عہدوں پر فوقیت رکھتا تھا بشرطیکہ اس کی سربلندی پیش نظر ہو . حضرت عمرؓ خلیفۂ اول کے قاضی القضاۃ تھے اور حکومت کے معاملات میں جس طرح دخیل تھے وہ سب کو تاریخ سے معلوم ہو سکتا ہے . مولانا سعید احمد اکبر آبادی صدیق اکبر کی سوانح میں ابو عبید کی الاموال اور الاصابہ ج ۳ ص ۵٦ کے حوالے سے لکھتے ہیں .

”حضرت عمر اپنے اس حق قضاء کو آزادی کے ساتھ استعمال کرتے تھے اور حضرت ابوبکر کی رائے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے . چنانچہ ایک مرتبہ اقرع بن حابس اور عیینۃ بن حصن حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور بے کار زمین جو ان کی طرف پڑی ہوئی تھی اس کا مطالبہ کیا . چونکہ یہ دونوں مؤلفة القلوب میں سے تھے اس لیے حضرت ابوبکر نے ان کی درخواست منظور کر لی اور اس زمین کا پٹہ ان کے نام لکھ دیا اب یہ دونوں حضرت عمر کے پاس آئے تاکہ پروانہ خلافت کی ان سے توثیق کرالیں لیکن حضرت عمر اسے دیکھتے ہی سخت غضب ناک ہوئے اور پروانہ ان کے ہاتھوں سے لے کر چاک کر دیا اور فرمایا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانہ میں تمہاری دل جوئی کرتے تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب کہ اسلام کمزور تھا ۔ اب اسلام کافی مضبوط ہے ۔ تم سے جو کچھ ہو سکے کر دیکھو۔'' یہ دونوں وہاں سے لوٹ کر سیدھے حضرت ابو بکر صدیق رض کی خدمت میں آئے اور بولے ۔ ''خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟!'' حضرت ابوبکر نے جواب دیا ''خلیفہ تو عمر ہی ہوتے اگر وہ چاہتے''. یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت عمر بھی غصہ میں بھرے ہوئے آ پہنچے اور حضرت ابوبکر سے باز پرس کرنے لگے کہ آپ نے یہ زمین کا ٹکڑا ان دونوں کو کس طرح دیا ؟ یہ آپ کی ملکیت ہے یا مسلمانوں کی ؟ حضرت ابوبکر بولے : ''مسلمانوں کی'' حضرت عمر نے کہا ''تو پھر آپ کو کیا حق تھا کہ ان دو آدمیوں کو بخش دیں'' حضرت ابوبکر نے فرمایا : ''اس وقت جو لوگ میرے پاس موجود تھے میں نے ان سے مشورہ کر لیا تھا ۔ آخر حضرت ابوبکر نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا اور حضرت عمر کے فیصلہ کو بحال رکھا ۔ بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کی تحریر چاک کر دی تھی اس کے بعد عیینۃ حضرت ابوبکر کی خدمت میں آیا اور درخواست کی کہ ایک دوسری تحریر لکھ دیں تو آپ نے فرمایا ''لا اجدد شیئاً ردّہ عمر'' میں اس کی تجدید نہیں کروں گا جس کو عمر نے رد کر دیا۔'' (''صدیق اکبر'' ص ۳۲۶ ، ۳۲۷)

اسلام میں انتخاب

اسلامی نظام میں سب سے پہلے سربراہ مملکت کا انتخاب ہوتا ہے جس کی تفصیلات ماوردی اور ابو یعلی کی کتب موسومہ ''الاحکام السلطانیہ'' میں دیکھی جاسکتی ہیں ۔ سربراہ مملکت کے لیے صرف مسلمان ہونا ہی کافی نہیں بلکہ وہ عالم دین اور متقی ہو ، فاسق نہ ہو ۔ ایسا شخص سربراہ نہیں بن سکتا جس کی گواہی بھی اسلامی عدالتوں میں نامقبول ہو یعنی عادل ہونا ضروری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے اور عالم ہونا بھی ضروری ہے ۔ انتخاب میں شروع میں کئی آدمی نامزد ہو سکتے ہیں ۔ حضرت عمر نے ان چھ آدمیوں کو نامزد کیا تھا جو عشرہ مبشر میں سے تھے ، اور عادل بھی تھے اور عالم بھی ۔ لیکن آخری مقابلہ میں صرف حضرت علی اور حضرت عثمان رہ گئے تھے ۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضور کے وصال کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عمرؓ دو نام پیش کیے تھے ۔ مگر ان دونوں نے انکار کیا اور حضرت ابوبکر کو چن لیا گیا ۔ (دیکھیے بخاری و ابن سعد) مزید یہ کہ اسلام میں ایک پارٹی کی حکومت کی گنجائش نہیں ۔ حضرت ابوبکر نے انصار سے کہا تھا کہ ہم میں سے امیر ہو اور وزراء تم میں سے ہوں ۔ پس اسلام ہی کے مطابق قومی حکومت قائم ہونی چاہیے اور سب مل کر اللہ کی رضا جوئی کے لیے کوشش کریں ۔ دیگر یہ ثابت ہوا کہ آخری مقابلہ صرف دو اشخاص میں ہو اور ووٹ بٹنے کی وجہ سے ایسی صورت نہ پیدا ہو کہ پچاس فی صدی سے کم ووٹ حاصل کرنے والا سربراہ بن جائے دوسری چیز یہ کہ ہارنا کوئی عیب کی بات نہیں کہ اس کو شکست خوردہ کہہ کر مذاق اڑایا جائے ۔ بلکہ خلفاء راشدین کے دور کی تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ شخص نمبر دوئم کا مقام حاصل کر لیتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی خلیفہ بنے اور امت کی نظروں میں ان کی عزت اسی طرح قائم رہی ۔ حضرت عثمان اپنے دور خلافت میں بھی اپنے بعد حضرت علیؓ کو سمجھتے تھے اور حضرت عثمانؓ سے لوگوں کا اختلاف ہوتا تو حضرت علیؓ حکم بنتے تھے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ انتخاب کے وقت ضروری ہے کہ ان لوگوں کی حکومت نہ ہو جو انتخاب میں حصہ لے رہے ہوں ۔ حضور کے وصال کے بعد انتخاب کے موقع پر کسی کی حکومت نہ تھی ۔ حضرت عثمان کے انتخاب کے وقت بھی انتخاب میں حصہ لینے والوں میں سے کسی کی حکومت نہ تھی ۔ حضرت عمر کی نماز جنازہ بھی صہیب نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پڑھائی تھی اور مملکت کا انتظام بھی کرتے تھے۔ حضرت علی کے موقع پر کسی کی بھی حکومت نہ تھی ۔ پس ثابت ہوا کہ انتخاب کے وقت غیر جانبدار حکومت ہونی چاہیے مثلاً ملک کی عدالت عالیہ کی نگرانی میں انتخاب ہوں اور حکومت کا سربراہ چیف جسٹس ہو یا کوئی غیر جانبدار ہو ۔ کسی خاص سیاسی گروہ جو انتخاب میں حصہ لے رہا ہو اس کی حکومت میں ہرگز منصفانہ انتخاب نہیں ہو سکتے ۔ مجلس شوریٰ کو سربراہ مملکت ماہرین میں سے چنتا ہے ۔ اس سلسلے میں وہ دوسروں سے بھی مشورہ لیتا ہے ۔ کیونکہ قرآن نے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے ۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ یہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ۔ یا حضرت عمر کا جس نے کسی گروہ پر ایسے شخص کو امیر بنایا (یا ووٹ سے چنا) کہ ان لوگوں میں اس سے بہتر شخص موجود ہو تو انتخاب کرنے والے نے اللہ اس کے رسول اور مؤمنین کی خیانت کی ہے ۔ (الحسبة ص ۸) مزید لکھتے ہیں کہ اگر امیر قبیح فعل کا مرتکب ہو جائے تو اس کو سزا کے طور پر معزول کر دیا جائے ۔ (السیاسة الشرعیة) ص ۹۸ ۔

حضرت عمر بعض مرتبہ گورنر اور کمشنر بھی ان علاقوں کے لوگوں ہی کے مشورہ سے مقرر کرتے تھے اور کبھی خود بھی مقرر کرتے تھے ۔ مگر ان کے خلاف شکایات سننے کے لیے ہر صورت میں تیار رہتے تھے ۔ اسلام میں یہ نہیں ہے کہ صرف اسمبلی کے ممبر ہی مشورہ دے سکتے ہیں اور حکومت پر اعتراض کر سکتے ہیں ۔ بلکہ ہر مسلمان حکومت کو مشورہ دے بھی سکتا ہے اور حکومت پر نکتہ چینی بھی کرسکتا ہے ۔ حضورؐ نے تو صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ سب سے افضل جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے ۔ احتساب کا حق ہر مسلمان کو حاصل ہے ۔ ہر مسلمان اور غیر مسلم شہری بھی جب چاہے سربراہ مملکت سے مل کر داد رسی حاصل کر سکتا ہے اور اس کے انتظام کی خرابی پر نکتہ چینی بھی کر سکتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک عیسائی کو شکایت کی ضرورت ہوئی تو وہ حضرت عمر کے پاس اس وقت پہنچا جب آپ حرم میں خطبہ پڑھ رہے تھے. اس نے اسی حالت میں شکایت پیش کی اور آپ نے اسی حالت میں اس کی شکایت کو سنا اور سرکاری افسر کے خلاف فیصلہ سنا دیا. تعجب ہے کہ چپڑاسی اور کلرک کے لیے تو اہلیت کی شرط ہو مگر ممبر اسمبلی کے لیے نہ ہو. ہمارے ملک کا یہ دستور بالکل غلط ہے کہ ایک نااھل اور جاہل بھی اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے. ہر کام کے لیے تقوی، علم و عمل کے ساتھ مخصوص قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے. قرآن کریم میں ہے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں. (الزمر - ۹) اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے نہ ہی اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں. (فاطر - ۱۹) ان آیات سے ثابت ہوا کہ عالم اور جاہل یا متقی اور فاسق قرآن کی رو سے برابر نہیں ہو سکتے. اس سلسلے میں مزید آیات سنیے ''وما یستوی الأعمی والبصیر والذین آمنوا وعملوا الصالحات ولا المسیء قلیلاً ماتتذکرون'' (المؤمن - ۵۸) یعنی اور نہیں برابر ہوتا اندھا اور آنکھوں والا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور (دوسرے بدکار) باہم برابر نہیں ہو سکتے. تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو. ''قل لا یستوی الخبیث والطیب'' (المائدہ - ۱۰۰) یعنی کہو کہ خبیث اور اچھے برابر نہیں ہو سکتے. آج کل جاہل اور بدکار بھی اسمبلی کے ممبر بنا دیے جاتے ہیں. یہ بے انصافی اور ظلم کی انتہاء ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں ''ان خیر من استأجرت القوی الأمین'' (القصص - ۲۶)

یعنی اچھا ملازم وہ ہے جو کام کی قوت بھی رکھتا ہو اور امانت دار بھی ہو. بادشاہ مصر نے حضرت یوسف[ع] سے کہا تھا ''انك الیوم لدینا مکین أمین'' (یوسف ۵۴) یعنی آج تم ہمارے نزدیک مرتبے والے اور امانت دار ہو. اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"اجعلنی علی خزائن الأرض انی حفیظ، علیم" (سورہ یوسف - ۵۵)
یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھے مأمور کر دو میں خوب حفاظت کرنے والا اور علم والا ہوں۔
قرآن کریم میں ہے "واجعلنا للمتقین اماما" یعنی ہم کو متقیوں کا امام بنا. جس سے ثابت ہوا کہ حکام کو متقی ہونا چاہیے اور صدر مملکۃ وغیرہ کو تو بہت ہی متقی ہونے چاہیے۔ سربراہ مملکۃ اور اعلیٰ حکام کے عہدوں پر ملک کے باعزت اور بہترین آدمیوں کا تقرر ہو جو نرم خو اور رحم دل ہوں۔ اس کی ایک کسوٹی بھی قرآن میں بیان کر دی گئی ہے۔ "أذلة علی المؤمنین أعزة علی الکافرین" (المائدہ - ۵۴)
یعنی مسلمانوں کے سامنے عاجز اور نرم خو مگر کفار کے سامنے سخت اور تیز ہوں، مزید فرمایا: "إن اکرمکم عند الله اتقاکم إن الله عليم خبیر" (الحجرات - ۱۳)
یعنی بے شک اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی، پرہیز گار اور خدا سے ڈرنے والا ہو۔ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ان آیات سے کئی صفات سامنے آئیں۔ (۱) کام کرنے کی استعداد اور قوۃ (۲) امانت اور ایمان داری (۳) وسیع علم اور قابلیت (۴) تقوی پرہیز گاری اور خدا خوفی (۵) مسلمانوں کے کے سامنے عاجزی اور انکساری کرنے والے مگر کفار کے مقابلہ میں سخت۔

پھر دیکھیے کہ حضرت جبریل کی صفت میں بھی اللہ تعالےٰ نے کام کرنے کی قوت اور امانت داری کا ذکر فرمایا۔ "انہ لقول رسول کریم، ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔ مطاع ثم أمین" (الانفطار - ۱۹ - ۲۲) استعداد اور قوت میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ سفارش یا لالچ یا دباؤ کے اثر میں آنے والا نہ ہو۔ حدیث سے ثابت ہے کہ قوی وہ ہے جو غصہ پر صبر کرے۔ یہ نہیں کہ منہ بسور لے اور ناراض ہو کر بیٹھ جائے یا گالی گلوچ اور سخت کلامی پر اتر آئے۔ اب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ قرآنی کسوٹی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مساواۃ محمدی کی کسوٹی سے پرکھ کر دیکھیں ۔ کہ اسلامی ممالک کے سربراہ مملکۃ ، وزراء، ممبران اسمبلی اور سرکاری حکام میں سے کتنے لوگ ہیں جو قرآنی شرائط کے بموجب واقعی اپنے عہدوں کے مستحق ہیں اور کتنے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے تحت آتے ہیں جو بخاری میں ہے اور ابن تیمیہ لکھتے ہیں ۔

''وروی البخاری فی صحیحہ عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ۔ أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ۔ إذا ضیعت الأمانۃ انتظر الساعۃ قیل یا رسول اللہ وما إضاعتھا ؟ قال إذا وسد الأمر إلی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ ۔ یعنی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کے منتظر رہو ۔ لوگوں نے پوچھا : یا رسول اللہ ، امانت کے ضیاع سے کیا مراد ہے ؟ فرمایا جب حکومت کے کام غیر اہل لوگوں کے سپرد ہونے لگیں تو قیامت کے منتظر رہو ۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی بنے اور پھر وہ مسلمانوں کے کام کو ایسے شخص کے سپرد کر دے کہ اس سے زیادہ صالح طور پر سر انجام دینے والا موجود ہو تو گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیانت کی ۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں ۔ من ولی من أمر المسلمین شیئاً فولی رجلاً وھو یجد من ھو أصلح للمسلمین منہ فقد خان اللہ ورسولہ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ؛ جو کوئی مسلمانوں کے کسی کام کا والی بنا اور پھر اس نے کسی ایسے شخص کو اس بنا پر ملازمت دی کہ وہ اس کا دوست یا رشتہ دار ہے تو اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کی خیانت کی (السیاسة الشرعیة - ص ۹ - ۱۰ - ۱۱)

لیڈروں کے لیے چند احادیث

اسلام میں حکم ہے کہ مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر طاغوت کا مقابلہ کریں ۔ اسلام میں نہ پارٹی بازی ہے اور نہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا کوئی تصور ہے ۔ سب کو مل کر اللہ کی رضاء کے لیے کام کرنا اور ان احادیث کو پیش نظر رکھنا چاہیے ۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن سب سے زیادہ جس کو عذاب دیا جائے گا وہ ظالم بادشاہ یعنی حکام ہوں گے ۔ (نصیحة الملوك مؤلفہ غزالی بحوالہ الغزالی مؤلفہ علامہ شبلی) ۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فریاد کیا کرتے کہ اگر ایک خارشی بکری کی خبر گیری بھی مجھ سے رہ گئی تو قیامت کو مجھ سے مؤاخذہ ہوگا ۔ (محولہ بالا)

(۳) جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا ۔ (مسلم ، احمد ، ابن ماجہ)

(۴) خیر الشہداء حمزہؓ ہیں اور ان کے بعد وہ شخص ہے جس نے حاکم وقت کو نیکی کی تلقین کی اور برائی سے اللہ کے لیے روکا اور حاکم نے اس کو قتل کرا دیا ۔

(مستدرك حاکم بحوالہ احیاء العلوم جلد دوئم باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر)

(۵) حدیث بخاری وغیرھم سے ثابت ہے کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے اور بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٦) اللہ کو سب سے محبوب عادل حکمران ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ نفرت ظالم حکمران سے ہے . (مسند احمد)

حکومت کی مخالفت کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالی کے ہاں صرف وہی عمل قابل قبول ہے جو محض اللہ تعالی کے لیے کیا جائے اور کلمۂ حق کہنے میں نیت اعلاء کلمۃ الحق کی ہو نہ کہ لوگوں کی واہ واہ یا دل میں شیخی بھگارنے کی کہ میں نے آج حکومت کو خوب برا بھلا کہا اور جلی کٹی سنائیں مگر حکومت میرے خلاف کچھ نہ کر سکی .

حکومت کرنے والا گروہ اس بات پر مغرور نہ ہو کہ ہم نے حزب اختلاف کے خلاف خوب کارروائی کی اور ان کو خوب زچ کیا . یاد رکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے : جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے زیادہ اور ہنستے کم . حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : سورہ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے . اگر حکومت اپنے مخالفین کو غنڈوں سے قتل کراتی ہے تو گویا ان کو حضرت حمزہؓ کے بعد خیر شہداء کا مقام مہیاً کرتی ہے اور خود آخرۃ کا بدترین عذاب مول لیتی ہے .

سرکاری وغیرسرکاری لیڈر احیاء العلوم کی کتاب خوب غور سے پڑھیں اور مندرجہ ذیل روایات کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ بظاہر نیک انسانوں کو جب یہ خطرات در پیش ہیں تو فاسقوں فاجروں بے نمازیوں اور قرآن سے جاہلوں کا کیا حال ہوگا ؟

۱ ۔ قیامت کے دن متکبرین کو چیونٹی کی شکل میں لائیں گے .

۲ ۔ إنما الاعمال بالنیات ۔ یعنی اعمال کا ثمرہ نیت کے مطابق ہوتا ہے .

۳ ۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں : صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جہنم کی آگ پہلے تین اشخاص سے بھڑکائی جائے گی . اول وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس نے علم سیکھا اور سکھایا، قرآن پڑھا اور پڑھایا تاکہ لوگ اسے عالم اور قاری کہیں۔ دوسرا وہ شخص جس نے قتال اور جہاد کیا کہ لوگ اسے بہادر اور شجاع کہیں۔ تیسرا وہ جس نے خیرات کی کہ لوگ اسے سخی کہیں۔ (صفحہ ۱۰۵ الحسبة فی الاسلام)

قرآن اور تلوار

ابن تیمیہ یہ بھی لکھتے ہیں: ہر محکمہ کے سربراہ کے لیے قوت اس محکمہ کے مطابق ہونی چاہیے۔ مثلاً امیر حرب کے لیے بہادری، جنگی معاملات اور جنگی چالوں سے واقفیت ضروری ہے پھر فرماتے ہیں والقوة الحکم بین الناس ترجع إلی العلم بالعدل الذی دل علیه الکتاب والسنة وإلی القدرة علی تنفیذ الأحکام یعنی لوگوں پر حکومت کرنے اور فیصلے کرنے کے لیے قوت، اس عدل و انصاف کے لیے علم کا جاننا ہے جس پر قرآن و سنت دلالت کریں اور پھر ان احکامات شرعیہ کو نافذ کرنے کی قدرت کا موجود ہونا بھی ضروری ہے (السیاسة الشرعیة ص ۱۵ - ۱۶) پھر لکھتے ہیں۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وأنزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط یعنی اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب و میزان کو نازل کیا تاکہ لوگ عدل و انصاف کے صحیح راستہ پر قائم رہیں۔ (الحدید ۲۵) اس کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے: وانزلنا الحدید فیه بأس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصره ورسله بالغیب یعنی اور ہم نے لوہا اتارا جس میں کہ شدید ہیبت ہے اور لوگوں کے لیے مختلف فائدے ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون بن دیکھے اس کی اور اس کے رسول (یعنی دین) کی مدد کرتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں فمن عدل عن الکتاب قوم بالحدید، ولہذا کان قوام الدین بالمصحف والسیف۔ وقد روی عن جابر رضی اللہ عنه۔ قال أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم أن نضرب بهذا۔ یعنی السیف۔ من عدل عن هذا۔ یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

المصحف یعنی جو شخص قرآن سے رو گردانی کرے گا اس کو لوہے سے سیدھا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے دین کی راستی کتاب اور تلوار سے قائم رہی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا کہ جو اس کی یعنی قرآن کی حکم عدولی کرے ہم اسے اس سے یعنی تلوار سے ماریں۔ (السیاسۃ الشرعیۃ ص ۱۲۴۔)

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ جس شخص نے حضرت عمرؓ کو یہ کہا تھا کہ اگر تم کجی اختیار کرو گے تو ہم تم کو تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ وہ اسی حدیث کے مطابق کہا تھا۔ ڈاکٹر اقبال جو قرآن اور تلوار کا ذکر کرتے رہے وہ بھی اسی حدیث کے مطابق تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے "آزادی شمشیر کے اعلان پر" نظم بھی لکھی ہے۔ افسوس کہ انگریزوں نے تو مسلمانوں کو بغیر لائیسینس کے تلوار رکھنے کی اجازت دے دی لیکن نام نہاد مسلمانوں نے واپس لے لی۔ غازی مسلمانوں کے لیے تو بندوق پر بھی کوئی لائیسنس نہیں ہونا چاہیے بلکہ حکومت کو انہیں (Subsidize) یعنی لاگت سے کم قیمت پر اسلحہ دینا چاہیے۔ حالانکہ اب حکومت نے اسلحہ پر ٹیکس بے حد بڑھا دیا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی وصیۃ

بعض لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ فوری طور پر قرآنی قانون کو نافذ کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ قوانین کو مرتب کرنے میں وقت لگے گا۔ یہ سب تلبیس ابلیس ہے۔ قوانین تو مرتب ہو چکے ہیں۔ اب قرآنی قوانین پر عمل درآمد اس بہانے سے نہیں روکا جا سکتا۔ اسمبلی کے ممبران کو چاہیے کہ وہ آئین مرتب کرتے وقت ڈاکٹر اقبال کی اس نظم کو پیش نظر رکھیں جس کا عنوان یہ ہے "در زمانہ انحطاط تقلید از اجتہاد اولی تراست" آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضمحل گردد چو تقویم حیات
ملت از تقلید می گیرد ثبات
راہ آباء رو کہ ایں جمعیت است
معنی تقلید ضبط ملت است
زاجتہاد عالمان کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر
فکر شاں یکسر همے باریک تر
ورع شاں با مصطفٰی نزدیک تر
تنگ بر ما رہ گزر دیں شد است
ہر لئیمے راز دار دین شد است

حضرت معاذ کا قول فیصل اور محمدی مساواۃ کا مطلب

حضرت معاذ نے قیصر کے سامنے یوں اعلان کیا :

"ہمارا خلیفہ ہم میں سے ایک فرد ہے ۔ اگر وہ ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقے کی پیروی کرے تو ہم اس کو خلیفہ باقی رکھیں ۔ ورنہ اس کو معزول کر دیں ۔ اگر وہ سرقہ کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالیں ۔ اگر زنا کرے تو سنگسار کر دیں ۔ اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی اسے برابر کی گالی دے ۔ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اسے اس کا بدلہ دینا پڑے گا ۔ وہ ہم سے چھپ کر قصر و ایوان میں نہیں بیٹھتا ۔ وہ ہم سے غرور و تکبر نہیں کرتا ، وہ فیء اور غنیمت میں ہم سے زیادہ کا حق دار نہیں ۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا درجہ رکھتا ہے اور بس (فتوح الشام ص ۱۰۸ کلکتہ بحوالہ ص ۴۲) ۔ اسلامی جمہوریہ مولفہ مولانا ابوالکلام آزاد) ۔

جدید مصر کے مشہور ماہر قانون استاذ ابو زہرہ یوں لکھتے ہیں : "حضرت عمرؓ کے ساتھ نہ صرف عام اصحاب بلکہ بعض بزرگ صحابۂ کرام بھی سختی سے پیش آتے ۔ مگر حضرت عمرؓ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ۔ ایک مرتبہ مال غنیمت میں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خوبصورت اور قیمتی جوڑے کا کپڑا آیا ۔ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ اگر یہ کسی ایک بزرگ صحابی کو دیا تو دوسروں کو گلہ کا موقع ہوگا ۔ اس لیے سمجھا کہ کسی نیک نوجوان کو وہ کپڑا دے دیا جائے ۔ لوگوں نے ایک نوجوان کا نام لیا اور اس کو وہ کپڑا دے دیا گیا ۔ یہ نوجوان جب وہ لباس پہن کر بازار میں نکلا تو حضرت سعد بن ابی وقاص سے مڈ بھیڑ ہوگئی ۔ آپ نے اس سے اس کپڑے کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہہ دیا کہ مجھ کو یہ خلیفہ نے دیا ہے ۔ حضرت سعدؓ سیدھے حضرت عمرؓ کے پاس پہونچے اور (اپنی چادر دکھا کر) شکایت کی کہ ہمیں تو ایسے کپڑے ملتے ہیں اور تم اپنے چچا کے بیٹے (یہ رسماً کہا) کو ایسے عمدہ جوڑے دیتے ہو ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حقیقت حال بیان کردی. جسے سن کر حضرت سعدؓ نے کہا : مگر میں تو قسم کھا چکا ہوں کہ یہ چادر آپ کے سر پر ماروں گا ۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنا سر جھکا دیا اور کہا کہ اپنی قسم پوری کر لو ۔ مگر بوڑھا دوسرے بوڑھے سے نرمی اختیار کرے ۔ الغرض حضرت سعدؓ نے چادر آپ کے سر پر مار دی ۔

خلفاءِ راشدین اللہ کی بات کے سوا اور کسی بات پر غصہ نہ ہوتے تھے ۔ اس سلسلے میں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے تھے ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانے میں ان دونوں خلفاء پر تنقید اور اعتراضات کی بھرمار شروع ہوگئی ۔ لیکن انھوں نے کبھی اپنی ذات کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا ۔ یہ دونوں ناقدین کے اعتراضات کو سنا کرتے اور برا بھلا کہنے والوں کی ملامتوں کو بھی خندہ پیشانی سے سنتے تھے اور (رو در رو) ملامت کرنے والوں پر بھی غصہ کا اظہار نہ کرتے تھے ۔ اگرچہ ان ملامت کرنے والوں کی نیت فی سبیل اللہ نہ ہوتی تھی ۔ بلکہ ان کا مقصد محض خلیفہ کو اذیت پہنچانا اور اس کے احکامات کو توڑنا ہوتا تھا ۔ بلکہ حضرت عثمان شہید جب تقریر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرنے کھڑے ہوتے تو بعض سامعین ان پر پتھر برساتے اور ان کا مقصد محض شرارت معصیت اور خلیفہ کو اذیت پہنچانا ہوتا تھا۔

ایسا ہی معاملہ حضرت علی رض کا تھا۔ لوگ ان پر سخت اور درشت کلمات کی بوچھاڑ کر دیتے مگر حضرت علی رض اس رویہ کو قابل سزا نہ سمجھتے تھے۔ آپ منبر پر ہوتے اور ان کے مخالف انہیں کافر تک کہہ کر الگ ہو جاتے۔ مگر حضرت علی رض کو کبھی اس کا خیال تک نہ آتا۔ کہ ان کے اس طرز عمل پر کوئی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ لوگ آپ سے کہتے کہ خاص آپ کا نام لے کر آپ پر کفر کا الزام لگایا جا رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ لاحکم الا اللہ یعنی خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ حضرت علی رض بڑے سکون اور اطمینان سے کہتے کہ بات تو سچ کہتے ہیں مگر ان کی نیت باطل ہے۔ حکم تو بے شک اللہ ہی کو سزا وار ہے۔ مگر یہ لوگ اس کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی امیر نہیں ہے۔ حالانکہ عوام کے لیے امیر کا تقرر جیسا ہو ضروری ہے۔ (دیکھیے الجریمۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی الجزء الاول فی الجریمۃ ص ۱۵۸ تا ۱۶۰۔

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت عثمان پر پتھراؤ کیا حتی کہ آپ زخمی ہو کر بیہوش ہوگئے اور ممبر سے گر پڑے اور کچھ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے۔ اس کے بعد ایسا گھیراؤ کیا کہ آپ مسجد کو بھی نہ جا سکتے تھے۔ (عثمان رض بن عفان مؤلفہ ہیکل ص ۱۴۴) یہ سب کچھ ہوا مگر حضرت عثمان رض نے نہ کسی کو گرفتار کرایا نہ کسی کو پکڑا بلکہ اپنے خادموں کو بھی دخل دینے سے منع کر دیا۔ حتی کہ آپ کا پانی بھی بند کر دیا گیا، اور شہید ہوگئے۔ لیکن دفاع میں نہ خود تلوار اٹھائی نہ اپنے دوستوں، ملازموں، پولیس یا فوج کو اس کی اجازت دی۔

کتاب الکامل للمبرد کے باب الخوارج میں ہے کہ ابن ملجم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تیز تلوار لیے پھرتا ۔ حالانکہ لڑائی کوئی نہ تھی ۔ حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ اس شخص کی نیت خراب ہے ۔ مگر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں کیا کروں اس نے ابھی تک تو مجھے قتل نہیں کیا ۔ ایک مرتبہ خطبہ کے وقت لوگوں نے اس کو حضرت علیؓ کے متعلق یہ کہتے سنا کہ میں لوگوں کو اس سے نجات دلا دوں گا ۔ اس پر لوگ اس کی مشکیں باندھ کر حضرت علیؓ کے پاس لے گئے اور اس کے ارادہ اور اس کے قول کی اطلاع دی ۔ مگر آپ نے یہ فرماتے ہوئے اسے چھوڑ دیا کہ ابھی تک تو اس نے مجھے قتل نہیں کیا ۔

جب اس کمبخت نے آپ کو زخمی کر دیا ۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اختیار ہے ۔ لیکن اگر مر گیا تو قصاص کا اختیار تم کو ہوگا ۔ مگر میری رائے یہی ہے کہ تم اس کو معاف کر دینا ۔ کہ یہی تقوی کے زیادہ قریب بات ہے ۔ حضرت امام حسنؓ کو کئی بار زہر دیا گیا مگر آپ نے کسی صورت زہر دینے والوں کا نام نہیں بتایا کہ کہیں لوگ اس سے بدلہ نہ لیں ۔

ناظرین کرام یہ سب کچھ سنت محمدی اور مساواۃ محمدی کے طریق پر گامزن ہوکر کیا جاتا رہا ۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھروں کی بارش ہوئی ۔ نعلین مبارک خون سے بھر گئے ، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے خلاف انگلی تک نہ ہلائی ۔ مکہ کے لوگوں نے آپ کو اور آپ کے عزیزوں اور باقی مسلمانوں کو کیا کیا اذیتیں نہیں پہنچائی تھیں ۔ بہت سے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بھی شہید کیا گیا ۔ کتنوں کو کوڑے مارے گئے ۔ گرم ریت پر لٹا کر اور اوپر پتھر رکھ کر انہیں مارا جاتا ۔ جلتے ہوئے انگاروں پر گھسیٹا جاتا تھا ۔ دو چار دن نہیں پورے تین سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب میں محصور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رکھا گیا ۔ یہ زمانہ بہت سخت گزرا ۔ پتے کھا کھا کر گزارہ کرتے رہے ۔ روض الأنف میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان موجود ہے کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا چمڑہ ہاتھ آ گیا ۔ اس کو میں نے پانی سے دھویا پھر آگ پر بھونا اور پانی ملا کر کھایا ۔ مگر ان لوگوں نے سب مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جب مکہ فتح ہوا تو کسی کو انگلی تک نہیں لگائی ۔ سب کو معاف کر دیا اور یہ اعلان کر دیا : ''لا تثریب علیکم الیوم''۔ یعنی تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو ۔ یہی الفاظ حضرت یوسف[۴] نے مصر میں اپنے بھائیوں سے کہے تھے ۔ مذکورہ بالا واقعات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پریس کی آزادی پر قدغن لگانا اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے اور سنۃ محمدیہ اور سنۃ خلفاء راشدین کے طریق کی ضد ہے بلکہ یہ اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے ۔

مال میں مساواۃ محمدی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ صحابہؓ کو زیادہ فیاضی سے روکتے تھے ۔ مثلاً امام مالک نے اپنی موطأ میں وصیت کے بیان میں لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے سال حضرت سعدؓ سخت بیمار ہوگئے تو آپ نے حضورؐ سے عرض کیا میری بیماری کا حال آپ دیکھتے ہیں اور میں مال دار ہوں اور وارث صرف ایک بیٹی ہے ۔ کیا میں دو تہائی مال خیرات کر دوں ؟ آپؐ نے انہیں منع فرمایا ۔ اصرار کیا کہ اچھا آدھا دے دوں ؟ مگر آپؐ نے منع کیا ۔ بہت اصرار کیا تو فرمایا اچھا تہائی دے تو دو اور تہائی بہت ہے ۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جاؤ تو اس سے بہتر ہے ۔ کہ ان کو مانگتا چھوڑ جاؤ ۔ اس کے برعکس خود اپنے پاس ایک پائی بھی باقی نہ رکھتے سب کچھ فوراً خیرات کر دیتے ۔ سنو ! جو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ محمدی مساوات یہ ہے کہ صدر ، وزراء اور حکام فقر و فاقہ اختیار کرتے ہوئے اپنا سب مال و دولت تقسیم کر دیں لیکن عوام کو زیادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خیرات مت کرنے دیں ۔ دوسروں کی جان و مال کی پوری پوری حفاظت کریں ۔ مگر اپنی جان و مال کو لٹا دیں ۔ افسوس کہ آج مساواۃ کے الفاظ کا بھی استحصال ہو رہا ہے ۔ پروپیگنڈے کے طور پر نام مساواۃ کا لیا جاتا ہے اور عمل الٹا ہو رہا ہے ۔ حضورؐ نے اعلان فرمایا تھا کہ جو شخص مال چھوڑ کر مرے گا وہ اس کے وارثوں کا ہوگا اور جو قرض چھوڑ کر مرے وہ ہم ادا کریں گے (صحیح البخاری ج ۱۵ ص ۱۰) ۔ مساواۃ محمدی کے مفہوم سے متعلق ظفر علی خان کے اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

پاؤں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے لعل و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولھا بجھا ہوا

ام الخبائث اور ذوالفقار حیدری

جہاں تک اپنی ذات کا معاملہ تھا ۔ وہ آپ سن چکے ہیں۔ مگر جہاں اللہ کے حقوق کا معاملہ آ جاتا تو اللہ کے یہ نرم دل ، عاجز اور رحم دل بندے یکایک شیر بن جایا کرتے تھے۔ مثلاً شراب پینے والے اور چوری کرنے والے جب پکڑے جاتے اور حکومت کے علم میں آ جاتے تو ان کا کوئی لحاظ نہ کیا جاتا ۔ بقول امام ابن تیمیہ حضرت عمرؓ سے ثابت ہے آپ نے اس دوکان کو جلانے کا حکم دے دیا تھا جس میں شراب فروخت ہوتی تھی ۔ حضرت علیؓ (شیر خدا صاحب ذوالفقار) نے اور بھی سختی فرمائی یعنی آپ نے اس پوری بستی کو جلانے کا حکم دے دیا جہاں شراب بکتی تھی (دیکھیے الحسبة فی الاسلام ص ۵۰) ان واقعات کا ابو عبیدہ نے بھی کتاب الاموال میں ذکر کیا ہے ۔ جس کا ترجمہ حال ہی میں سرکاری طور پر شائع ہوچکا ہے ۔ اسلام کے دفاع میں حضرت علیؓ کی بہادری ہی کی وجہ سے کہا گیا کہ

لا فتی إلا علی لا سیف إلا ذوالفقار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ابو بصرہ الغفاری فرماتے ہیں : میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہجرۃ کرکے آیا ۔ یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے قبل کا ہے ۔ میرے لیے دودھ دوھا گیا اور مجھے پلایا گیا ۔ صبح کے وقت مشرف بہ اسلام ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں نے بتایا کہ ہم نے گذشتہ رات بھی اسی طرح کھانا کھائے بغیر گزاری ہے جس طرح کہ اس سے قبل کی رات گزاری تھی (مسند احمد ج ۶ ص ۳۹۷) ۔

دیکھیے صحیح اسلامی حکومت کے سربراہ ہوں یا وزیر اعظم وہ اور ان کے اہل و عیال خود بھوکے رہ کر عوام الناس کو اپنے حصے کی خوراک دے دیتے ہیں ۔ موجودہ زمانے کے حکمران جو پبلک سے من مانے ٹیکس وصول کرکے کروڑوں کی لاگت سے محلات بنواتے اور ایر کنڈیشنڈ مکانوں اور ہوائی جہازوں میں داد عیش دیتے ہیں وہ اسلامی نظام کو بھلا کیسے رائج بلکہ گوارہ ہی کرسکیں گے ؟ ایسے لوگ تو مغربی نظام ھائے حیات ہی کو پسند کریں گے جن میں حکام خدائی ٹھاٹھ جماتے ہیں ۔ ہمارے ملک پاکستان کے حکام نے بھی اب تک اسلامی قوانین کی تعمیل و نفاذ کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا محض زبانی جمع و خرچ کی حد تک ہی اسلام کا نام لیتے ہیں اور عملاً مغربی تہذیب و معاشرت اور نظام و قانون ہی کو اپنی قوم پر مسلط رکھنے کی کوشش میں ہیں ۔ جن لوگوں کے باورچی خانوں کا خرچ ہی لاکھوں روپیہ ہو وہ بھلا خلفاء راشدین یا حضرت عمر بن عبدالعزیز یا اورنگ زیب عالمگیر اور ان کے اہل و عیال کے نمونے کی پیروی کیسے کرسکتے ہیں جن کا کھانا ان کے گھر والے اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے تھے ۔

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے نام نہاد مسلمان حکمران غلامی کے دور کے انڈیا ایکٹ اور دوسرے غیر اسلامی قوانین کو اپنے ملک پر مسلط رکھنا گوارا کر رہے ہیں مگر اللہ کے قانون کو جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کتاب و سنت کی صورت میں موجود ہے جاری کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہے ہیں حالانکہ اللہ کے قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے سے دنیا بھی سنورتی ہے اور عاقبت بھی۔ معلوم نہیں کیوں سرمایہ داری و اشتراکیت کے ملغوبہ کو تو شرح صدر کے ساتھ اور آنکھیں بند کرکے قبول کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ کے قانون کی ترویج کے خلاف قسم قسم کے حیلے بہانے تلاش کیے جا رہے ہیں اور کس لیے ٹال مٹول کی روش اختیار کی جا رہی ہے۔ اور قرآن و سنت کے خلاف بغاوت کی روش کو اپنایا جا رہا ہے۔

اگر ہمارے لیڈر اور حکمران واقعۃً مخلص ہوتے اور ان کی نیت میں فطور نہ ہوتا تو وہ منطقی اور قدرتی طور پر کافرانہ قوانین کو دوام بخشنے کی بجائے ان کو فوراً کالعدم قرار دیتے اور ان کے بجائے اسلامی مجموعہ ہائے قوانین جاری کرتے جو اس وقت بھی مدون موجود ہیں۔ مثلاً مجلۃ الاحکام العدلیۃ جو ۱۹۲۴ء تک ترکی اور دنیاء اسلام کے دوسرے حصوں میں جاری رہا یا فتاوی عالمگیری جو انیسویں صدی کے اکثر حصہ میں پورے ہند و پاکستان کے اندر نافذ رہا۔ اس کے بعد اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی جاتی جو اسلامی علم و تقوی کے حاملین پر مشتمل ہوتی۔ وہ موجودہ قانونی مجموعوں سے بھی استفادہ کرتی اور کتاب و سنۃ کی روشنی میں قوانین میں مزید اضافے تجویز کرتی مگر ہوا یہ کہ کافروں کے چھوڑے ہوئے قوانین کو من و عن قبول کر لیا گیا اور مزید ستم یہ ہوا کہ مسلمان کے شخصی قوانین جنھیں چھیڑنے کی ہمت اجنبی اور کافر حکمرانوں کو بھی نہ ہوئی تھی ان میں بھی عائلی قوانین بنا کر ترمیم و تنسیخ کردی گئی اور سابقہ قوانین کی دستبرد سے جتنا کچھ اسلامی رنگ باقی رہ گیا تھا اسے بھی ختم کر ڈالا گیا۔ یہ تغیر ایک فوجی ڈکٹیٹر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے مارشل لاء کے بل پر کیا تھا مگر ہماری موجودہ حکومت جو مسلمان عوام کی نمائندہ ہونے کی مدعی ہے اس نے دستور کے اندر ان غیر اسلامی آئین و قوانین کو دائمی تحفظ دے دیا ۔ سابق فوجی حکمران کے خلاف پروپیگنڈا تو بہت کیا گیا مگر ساتھ ہی ساتھ اس کی اس غیر اسلامی حرکت پر دائمی مہر توثیق بھی ثبت کر دی گئی ۔

پھر دیکھیے ریاست سوات کو جب پاکستان کی حکومت میں مدغم کیا گیا تو اس وقت وہاں کی ریاست زرعی پیداوار پر عشر وصول کیا کرتی تھی ۔ یہ عشر غریبوں کا حق ہوا کرتا ہے اور یہ قرآن وسنت کے مطابق قانوناً طے شدہ فریضہ ہے ۔ مگر ہماری حکومت اسلامی قوانین کی باقیات کو ختم کر رہی ہے ۔ اس نے اس عُشر کو بھی جہاں تک ہمیں علم ہے مشاورتی کونسل سے مشورہ لیے بغیر ہی ختم کر دیا ۔ یہ غریبوں سے دشمنی اور پاکستان کے آئین میں تسلیم کردہ حاکم اعلی سے کھلم کھلا بغاوت کا واضح ثبوت ہے جس کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا ۔ اسی پر بس نہیں بلکہ سود خواری، شراب خوری اور قمار بازی کے اجازت نامے جاری کیے جا رہے ہیں ۔ ناچ رنگ کے لیے باہر سے طائفے بلائے جا رہے ہیں ۔ یہ سب حرکات اللہ سے بغاوت اور آئین شکنی کا واضح ثبوت ہیں ۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ اسلام کے خادم ہونے کا دعوی بھی کیا جا رہا ہے اور قوانین ایسے بنائے جا رہے جو ظالم سکھوں اور فرنگی آقاؤں کے عہد کی یادگار ہیں ۔ ان ظالموں کے وضع کردہ قوانین کی خلاف ورزی پر تو کڑی سزائیں دی جا رہی ہیں مگر حاکم اعلی (Sovereign) کے قانون کی خلاف ورزی پر کوئی سزا نہیں مقرر کی گئی ۔ اور ایسا طرز عمل آئین میں تسلیم کردہ حاکم اعلی سے بغاوت کے مترادف ہے۔ جب آئین میں ہم یہ تسلیم کرچکے ہیں کہ اصل حاکم اللہ تعالی ہے تو پھر اس کے احکامات کی خلاف ورزی بغاوت نہیں تو اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیا ہے؟ اس وقت مضحکہ خیز پوزیشن یہ ہے کہ ایک طرف تو آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف عملاً قرآنی قوانین کو نہ صرف ملیا میٹ ہی کیا جا رہا ہے بلکہ اس کے الٹ قوانین بنائے جا رہے ہیں ۔

دراصل بات یہ ہے کہ ہماری حکومت میں وزیروں اور مشیروں کی صورت میں ایسے سوشلسٹ حضرات گھس آئے ہیں جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے لینن کے پیرو ہیں ۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان سے پیچھا چھڑائے ۔

حقیقت میں سوشلزم ایک مذہب ہے ۔ لینن نے پارٹی کے لوگوں کو یہ اعلان کرنے کی اجازت دی کہ ہمارا مذہب سوشلزم ہے (Socialism is my relegion) ۔

(لینن آن ریلجئن مطبوعہ ماسکو ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۳)

لینن نے یہ بھی اعلان کیا کہ ہر سوشلسٹ اصولی طور پر منکر خدا ہوتا ہے ۔

ie to be on atheist, which every socialist is as a rule.

(محولہ بالا کتاب صفحہ ۸)

پھر لینن نے یوں اعلان کیا :

Down with relegion and long live atheism ; the dise-mination of atheist views is our chief task.

یعنی مذہب مردہ باد اور کفر زندہ باد ۔ ہمارا بنیادی مقصد کافرانہ نظریات کی تبلیغ ہے (محولہ بالا کتاب صفحہ ۲۰) ۔

لہذا ثابت ہوا کہ سوشلسٹوں پر کفر کا فتوی سب سے پہلے خود لینن نے لگایا اور اسکا واضح اعلان کیا ۔ لینن نے مذہب کے خلاف پروپیگنڈا کی تکنیک بیان کرتے ہوئے اس قدر احتیاط رکھنے کی ہدایت کی کہ خدا کو ماننے والوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے ۔ ورنہ وہ اپنے مذہب میں شدت اختیار کرلیں گے (محولہ بالا کتاب ص ۲۸) ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لینن کی ہدایات کے موافق پاکستان کے سوشلسٹ عیاری کے طور پر کبھی کبھی اسلام کا نام بھی لے لیتے ہیں ورنہ ان کا بنیادی مقصد لینن کی ہدایات سے ہم آہنگ ہے یعنی کافرانہ نظام کی اشاعت اور قرآن وسنت کے قوانین کو نافذ کرنے کی مخالفت ۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غیر اسلامی قوانین سے ملک ترقی کر سکتا ہے ۔ ان کو ہم اقبال کے الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ :

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آ کر ایک چھوٹی سی حکومت قائم فرمائی ۔ جوں جوں اللہ تعالی کے قوانین اس حکومت کے علم میں آتے رہے فوراً نافذ ہوتے رہے ۔ یہ کبھی نہ ہوا کہ اللہ کا حکم آیا تو آنحضرت ؐ نے اس پر مجلس مشاورۃ قائم کی ہو ۔ اس کے برعکس پاکستان کو معرض وجود میں آئے ربع صدی گزر چکی ہے مگر کوئی اسلامی قانون نافذ کرنا تو کجا ، ان اسلامی قوانین کو بھی مٹایا جا رہا ہے جو انگریز حاکم کی دست برد سے بچ گئے تھے : مثلاً شخصی قوانین کے سلسلے میں نام نہاد عائلی قوانین نافذ کیے گئے اور اقتصادی سلسلے میں ریاست سوات میں عُشر کا جو شرعی نظام قائم تھا اس کو ختم کرکے لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے میں رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ۔ اس کے علاوہ سود کو قائم و دائم رکھ کر اللہ اور رسول سے کھلم کھلا اعلان جنگ جاری رکھا گیا ۔ ایسے لوگ قرآن کی رو سے حاکم اعلی کے باغی ہیں ۔ اللہ تعالی خود ایسے لوگوں کو باغی اور محارب قرار دیتا ہے ۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ :

وذروا ما بقی من الربوا إن کنتم مؤمنین ۔ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ (البقرۃ ۲۷۹) ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہی نہیں بلکہ ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی خوشخبری بھی سناتا ہے ۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ :

وأحل الله البيع وحرم الربوا فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف وأمره إلى الله . ومن عاد فأولئك أصحب النار هم فيها خلدون (البقرة ۲۷۵) .

جن بیچاروں کو اللہ تعالی کے احکام نہیں پہنچے وہ تو کسی درجے میں مجبور بھی ہیں ۔ مگر جن کو اللہ کے احکام پہنچ گئے اور انھوں نے سن کر منہ پھیر لیا تو ان سے بڑھ کر ظالم دنیا میں کوئی نہیں ۔ ارشاد باری تعالی ہے :

ومن أظلم ممن ذكر بايت ربه فأعرض عنها (الكهف ۵۶)

یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کے سامنے قرآنی آیات احکام پڑھی جائیں اور وہ ان سے منہ موڑ لے ۔

علماء حضرات حکام کو بار بار اللہ کے احکام یاد دلاتے ہیں ۔ انہیں سود کی حرمت کی آیات سناتے ہیں ۔ چوروں کے ہاتھ کاٹنے اور شرابیوں کو کوڑے مارنے اور زانیوں پر حد جاری کرنے کے احکام بتاتے ہیں مگر ہمارے حکام ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے ۔ قرآن کے ارشاد کے مطابق ہمارے یہ حکام بد ترین ظالم ہیں ۔

بنک اب حکومت کے قبضے میں ہیں ۔ ان بنکوں کی طرف سے اشتہارات اور دوسرے طریقوں سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور عوام کو سود لینے کی رغبت دلائی جا رہی ہے ۔ سود کی جگہ منافع کا لفظ بول کر اللہ اور اس کی کتاب کا منہ چڑایا جا رہا ہے ۔ اللہ سود کو سود کہہ کر حرام کرتا ہے اور ہمارے حکام اس کو منافع کہہ کر لوگوں کو اس کی رغبت دلاتے ہیں ۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن حکیم میں ہے :

فمن أظلم ممن كذب على الله وكذب بالصدق إذ جاءه

یعنی ایسے شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب اسکا حکم آیا۔ اس سے بڑھ کر دھوکا بازی، عیاری اور بغاوت الٰہی اور کیا ہوسکتی ہے کہ سود کو منافع کا نام دے کر عوام کو ورغلایا جائے۔ ہماری حکومت خود تو سرمایہ داری کے خلاف باتیں کرتی ہے مگر سرمایہ داری کی بد ترین چیز یعنی سود کو اپنائے ہوئے ہے اور عوام کو اس زہر کو کھانے کے لیے ورغلاتی ہے۔ ایسے لوگ جو سود کے لین دین پر رغبت دلائیں قرآن کریم کی روشنی میں بد ترین ظالم ہیں۔ جو حکام خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور سود کو منافع کا نام بھی دیتے ہیں وہ تو یہودیوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ شیطان کے غلام اور ایجنٹ ہیں یا اللہ کے بندے اور اس کے فرماں بردار؟! اسلام کے دشمن ہیں یا اس کے دوست؟! اگر زناء، قمار، شراب کے پرمٹ دینا اسلام کی خدمت ہے تو یہ حضرات ضرور اسلام کے خادم ہیں۔ ورنہ شیطان کے غلام ہیں۔

نوائے وقت مؤرخہ ٢ مارچ ١٩٧٦ء کے "سرراہے" میں یوں رقمطراز ہے:

978

"٢٧ فروری کو اسلام آباد میں حضرت قائداعظمؒ کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں سی۔بی کالج ایجوکیٹرز کلب کی طرف سے ایک مجلس مذاکرہ کو خطاب کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے جج مسٹر انوار الحق صاحب نے کہا "اگرچہ ہم نے اسلامی نظریات اور اقدار کو عملی زندگی میں رائج کرنے کے لیے پاکستان حاصل کیا تھا۔ مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے عملی زندگی میں اس طرف توجہ نہیں دی۔ بلکہ ہماری زندگی میں اسلامی اعمال کی اتنی فراوانی بھی نہیں جتنی آزادی سے پہلے تھی" جناب جسٹس کے فقرے سن کر علامہ اقبال کا شعر یاد آیا:

دہی ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
اپنی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری بعض مطبوعات

۱	اسلام کا معاشرتی نظام	پروفیسر خالد علوی	
۲	اقبال اور احیائے دین	,, ,,	
۳	حفاظت حدیث	,, ,,	
۴	قرآن اور اسکی تعلیمات	مولانا عبدالقیوم ندوی	/
۵	غزالی کا تصور اخلاق	مولانا نورالحسن خان	/-
۶	علم تفسیر اور مفسرین	ڈاکٹر رشیداحمد جالندھری	
۷	واقعۂ کربلا	سید ابوبکر غزنوی	
۸	محبت باری تعالیٰ	خواجہ عثمانؒ جالندھری	-
۹	شرف النساء حصہ اول	عنایت عارف	
۱۰	,, ,, ,, دوم	,,	
۱۱	ابن مریم اور پرویز	طاہر سورتی	۵
۱۲	اردو ترجمہ کتاب اصول الشاشی	پروفیسر شیخ غازی احمد	۵/-
۱۳	مصلحین امت	از دکتور احمد امین مصری ترجمہ شیخ نذیر حسین ایم۔اے	
۱۴	اردو ترجمہ کتاب الصلاۃ من الهدایة	پروفیسر غازی احمد	۲/-
۱۵	,, الزکاۃ ,,	,, ,,	۳/-
۱۶	,, النکاح ,,	,, ,,	۴/۵۰
۱۷	,, الطلاق ,,	,, ,,	۲/-
۱۸	,, الصوم ,,	,, ,,	۳/-۵۰
۱۹	الدرر المنثورة (حصہ اول)	پروفیسر رانا احسان الہی	/-
۲۰	,, ,, (حصہ دوم)	,, ,,	/-
۲۱	ارکان اسلام	عبیدالحق ندوی	

ملنے کا پتہ : المکتبة العلمیة ۱۵۔لیک روڈ، لاہور

طباعت سرورق : مطبعة المکتبة العلمیة ۱۵۔لیک روڈ،